OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

کیرن آرمسٹرانگ کی کتاب "محمد: آپرافٹ آف آور ٹائم": 21ویں صدی کے چیلنجز کے تناظر میں ایک مطالعہ

Karen Armstrog's book "Muhammad: A Prophet of our Time": An Analytical Study in the Context of the Challenges of 21st Century

Sumera Safder
Lecturer in Islamic Studies, The Women University Multan
Bilqees Faiz
M Phil Scholar Islamic Studies, The Women University Multan

Abstract

An orientalist is a non-Muslim who is an expert in oriental studies. Orientalism is the study of Eastern values, Culture, Art, and the Religion of Islam by a non-Muslim of the West. Most orientalists criticized Islam. Karen Armstrong is also an orientalist but author tried to show the real image of Islam in the west. Her book "Muhammad: A Prophet of our Time" is an analytical study of the biography of Holy Prophet SAW. She made five chapters named: 1. Mecca, 2. Jahilliyah, 3. Hijrah, 4. Jihad, and 5. Salam. She tried to make a positive analysis but sometimes she misunderstood some situations. She also advised other orientalists to be moderate. In the last, she explained some Islamic terminologies and also add images of the cities discussed in the book. So, I analyzed her book and also tried to explain her misunderstandings.

Keywords: Karen Armstrog, book Muhammad, Prophet, Challenges, 21st century

CC BY

تمہید

مشرقی تہذیب ورواج اور علوم وفنون کا مطالعہ کرنے والے غیر مشرقی لوگ مستشرق کہلاتے ہیں۔ نشاط ثانیہ کی تحریکوں کے نتیجے میں یورپ میں مشرقی علوم کی تحقیق و تدوین کے سلسلے کا آغاز ہوا۔ جس کے کئی فوائد بھی حاصل ہوئے کہ کئی نایاب کتب تک رسائی حاصل ہوئی اور نقصان یہ ہوا کہ مستشرقین نے مخصوص اہداف کو مدنظر رکھ کر قرآن وحدیث اور سیرت محمد ﷺ کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کیے۔ مستشرقین کا ایک گروہ حق کو دبانے کی سعی لاحاصل کئی ادوار سے کرتا چلا آرہا ہے لیکن اندازِ واردات بدلتا رہا۔ اولاً لشکری قوت سے اس کا آغاز ہوا، صلیبی جنگوں کا ایک طویل سلسلہ تاریخ میں رقم ہے۔ جب لشکری قوت سے اس مضبوط قلعہ پر نقب زنی نہ کرسکا تو اوچھے ہتھکنڈے اپنائے۔ دشمن جب سامنے سے وار کرے تو اسے پسپا کرنا زیادہ سہل ہوتا ہے، کیتھولک دور میں یہ کھل کر دشمنی کرتے رہے، یہاں تک کہ سادہ لوح عیسائی اپنے پادریوں کی من گھڑت باتوں پر سر تسلیم خم کرلیا کرتے تھے لیکن پروٹسٹنٹ کے دور کے بعد لڑائی کے میدان بدل گئے۔ مستشرقین نے کثیر تعداد میں اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا، تراجم کئے اور عربی زبان پر عبور حاصل کیا۔ تحقیقی بنیادوں پر کام کا ایک لامتناہی سلسلے کا آغاز ہوا یہاں تک کہ سیرت کے میدان میں بھی مستشرقین نے قلم اٹھایا لیکن ان کا اصول تنقیح سیرت نگاری کے بنیادی اصولوں سے مبراء تھا۔ ایک طبقہ ایسا بھی تھا، جو سیرت نگاری کے بنیادی اصولوں سے تو واقف تھا لیکن علوم میں مہارت رکھنے کے باوجود تعصب اور شدت پسندی کی ایک چنگاری کی وجہ سے خرمنِ معلولات کو آگ لگا بیٹھا۔ زمانے کی گردش کے ساتھ ساتھ مستشرقین نے اپنا اندازاسلوب بدلا، برانگیختہ انداز تحریر کے بجائے، شائستہ وشیریں زباں کا استعمال کرتے ہوئے سادہ لوح انسانوں کے ذہنوں میں شک کے بیج ڈالنے کا کام سرعت سے کرنے پر مستعد ہوگئے۔ مگر ہر معاشرے میں اچھے برے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس بہتی الٹی گنگا کے خلاف عَلَم بغاوت بلند کیا اور تحقیقی بنیادوں پر کئی مستشرقین نے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ جن میں کیرن آرمسٹرانگ قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے غیر متعصب انداز میں اپنی کئی کتب تحریر کئیں۔ کیرن آرمسٹرانگ 14 نومبر 1944 کو برطانیہ میں ویسٹ مڈلینڈ کے علاقے میں پیدا ہوئیں۔ کیتھولک نن کی حیثیت سے سات سال گزارے۔ سامی مذاہب میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہیں[1]۔ عیسائیت، یہودیت، بدھ مت اور اسلام پر بہت کام کیا۔ اسلام سے متعلق بدگمانیوں کو ختم کرنے کی بھرپور سعی کرتی نظر آتی ہیں۔ برانگیختہ انداز تحریر کے بجائے شائستہ اندز تحریر اپناتی ہیں۔ کیرن آرمسٹرانگ نے نامساعد حالات میں کتاب (پیغمبر امن ﷺ MUHAMMAD: Prophet of Our Time) تحریر کی۔ اس تحریر سے اُس نے ماحول میں موجود کثافتوں کو کافی حد تک مٹانے اور اسلام کا اصل رخ دکھانے کی کدوکاوش کی ہے۔ اس کتاب میں مصنفہ کا اندازِ تحریر منفرد اور دلکش ہے۔ وہ خوبصورت انداز میں واقعات کی منظر کشی کرتی ہیں۔ کتاب کو پانچ ابواب میں منقسم کرتی ہیں۔

Chapter One: **Mecca** , *Chapter Two :* **Jahiliyyah** ,
Chapter Three : **Hijra** , *Chapter Four :* **jihad** ,
Chapter Five : **Salam**

بواب کو بعنوان (مکہ، جاہلیہ، ہجرت، جہاد اور سلام) کے نام سے منسوب کرتی ہیں۔ اس کے ***Glossary*** یعنی حوالہ جات کو تحریر کرتی ہیں۔ اور کتاب کے آخر میں اسلامی (terminology) یعنی اصطلاحات کے بارے میں معلومات فراہم کرتی

ہیں۔ ابواب بندی کے بعد مصنفہ (ساتویں صدی کے اوائل میں عرب اور اسکا ماحول) کے عنوان سے نقشہ جات چسپاں کرتی ہیں۔ اس کے بعد تمام عنوانات کے تمام پہلوں پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالنے کی کاوش قابل قدر ہے۔ مصنفہ مشرقی شدت پسند عناصر اور مغربی متعصب پسند عناصر دونوں کو معتدل راستہ اپنانے کی دعوت دیتی ہے اور دونوں فریقین کو اکیسویں صدی کی مختصر تاریخ دکھاتی ہے کہ ہر ایک کو اس سے سبق سیکھنا چاہیے۔ وہ لکھتی ہے

"If we are to avoid catastrophe, the Muslim and Western worlds must learn not merelyto Tolerate but to appreciate one another."[2]

مصنفہ کہتی ہے اگر ہمیں تباہی سے بچنا ہے تو نہ صرف مسلمانوں اور مغربی دنیاؤں کو ایک دوسرے کو برداشت کرنا ہوگا بلکہ ایک دوسرے کی عزت افزائی کرنا بھی سیکھنا ہوگی۔ کتاب کے آغاز میں یہ باور کروادیتی ہیں کہ اسلام کو اگر تحقیقی بنیادوں پر نہ پرکھا گیا تو یہ شر انگیزی نئی صلیبی جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی مصنفہ اپنی کتاب میں جابجا قرآن وحدیث سے حوالہ جات تحریر کرتی ہے پہلے باب میں سورہ علق، سورہ قدر سورہ ضحیٰ کا ذکر کرتی ہے اور قرآن کی زبان کو مقدس قرار دیتی ہے۔ مصنفہ کتاب کے آغاز میں جہاد کا مقصد اور مفہوم بہت خوبصورت انداز میں تحریر کرتی ہیں۔ سابقہ مستشرقین کے نظریات سے قطع نظر مصنفہ کی رائے حقائق کے قریب ترین ہے۔ وہ تحریر کرتی ہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ خوبصورت اقدار، مکمل ضابطہ حیات کی بنیاد پر دنیا میں پھیلا۔ مصنفہ کا انداز تحریر فلسفانہ ہے اور تحقیقی بنیادوں پر بات کرتی نظر آتی ہیں۔ باب دوم کا "جاہلیت" کے عنوان سے آغاز کرتی ہیں اور عرب معاشرے کی وہ تمام خامیاں قلمبند کرتی ہیں جو انہیں اخلاقی انحطاط کی جانب لے جارہی تھیں جن میں نسلی تفاخر، طبقاتی استحصال قابل ذکر ہیں اس کے بعد واقعہ فیل کے حقانیت اور عرب زائرین کی عزت و اکرام میں قریش اور بنو ہاشم کی خدمات کو سراہاتی ہیں۔ "مروہ" کی بہت خوبصورت تفسیر بیان کرتے ہوئے وضاحت کرتے ہیں کہ وقت جاہلیت میں جوانمردی اور عزم واستقلال کی قدر واہمیت ہر طبقے کی شان وشوکت سمجھی جاتی تھی اور بے کس افراد اور عزیز واقارب کے ساتھ بے انصافی کا بدلہ لینا اور ان کے تحفظ کے لیے اپنی جانیں تک داؤ پر لگانے سے گریز نہیں کرتے تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ "مروہ" کا مثبت پہلو ذاتی رنجشوں اور خاندانی تعصب پسندی کی بھینٹ چڑھ گیا۔ مصنفہ لکھتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد اس کے مثبت پہلو کو برقرار رکھا اور معاشرے کو نسلی تعصب پسندی سے آزاد کروایا معراج کے بعد پرانی اقدار کے الٹ قبائلی تشخص کو ابھارنے کے بجائے آپ ﷺ نے ذات، شعور اور انا کو خدا کی رضا اور کامل اطاعت میں مدغم کردیا جنگ و جدل کے بجائے انسانیت کے ساتھ ہم آہنگی اور یکجہتی کا اظہار کیا۔ سیرت نگاری کا انداز تحریر زمانی اعتبار سے کرتے ہوئے پہلے مکی اور مدنی زندگی پر روشنی ڈالتی ہیں۔ تیسرے باب کا آغاز ہجرت کے عنوان سے کرتے ہیں اس میں ان تمام واقعات کی عکاسی کرتی ہیں جس کے سبب ہجرت کرنا پڑی آپ کا ابو طالب کے بعد سیادت سنبھالنے، مسلمانوں کا شعب ابی طالب بھی صعوبتیں برداشت کرنے اور طائف کے سفر اور واپسی کے حالات و واقعات کی عکاسی کرتی ہیں اور مواخات اور بھائی چارے کی اعلیٰ مثالیں بیان کرتی ہیں اس ک آپ کے بعد تعدد ازواج کے متعلق مغرب کی فحش گوئی کا مدلل انداز میں جواب دیتی ہیں۔ لکھتی ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی رومانی محبت کے نتیجے میں نہیں بلکہ یہ شادیاں عملی ضروریات کے تحت عمل میں آئی تھیں۔ وہ مغرب کی اس سوچ کو بھی غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ جس کے مطابق مشرق میں عورت کو حقوق نہیں ملتے۔ اس کے علاوہ تحویل قبلہ کی حکمت بیان کرتی ہیں۔ باب نمبر چار میں بعد از ہجرت مدینے

میں سیاسی ڈھانچے کو مختصر عکاسی کرتی ہیں اس کے بعد غزوہ بدر کی تفصیل بیان کرتی ہیں اور وہ لکھتی ہیں کہ حضرت محمد ﷺ جنگ کے مخالف نہیں تھے۔ آپؐ کو یقین تھا کہ جنگ بعض اوقات ناگزیر حالات میں ضروری ہوتی ہے۔ غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ قریش مکہ سے اپنی شکست کا بدلہ جلد لیں گے چنانچہ انہوں نے طویل تھکا دینے والی جہادی سلسلے کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ اس کے بعد جنگی قیدیوں کے معاملات اور حضرت رقیہؓ کی وفات اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ حضرت کلثومؓ سے نکاح کا تذکرہ کرتی ہیں زمانی اعتبار سے جو واقعات رونما ہوئے انہیں مختصر انداز میں تحریر کرتی ہیں۔ بنو قینقاع بنو نضیر کی ملک بدری کا قصہ دیانتداری سے تحریر کرتی ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں سادگی اور عاجزی کو گاہے بگاہے کئی واقعات میں قلم بند کرتی ہیں اور تعدد ازواج کے متعلق قرآنی حوالہ جات کو تحریر کرتے ہوئے ٹھوس دلائل دیتی ہیں۔ غزوہ احد اور خندق کے اسباب اور حالات باحسن انداز میں قلمبند کرتی ہیں بنو قریظہ کی غداری اور اس کا انجام کو دیانتداری سے منظر عام پر لاتی ہیں. آخری باب "salam" "سلام" میں صلح حدیبیہ اور اسلامی قوانین اور منافقین کے واقعات کو قلم بند کرتی ہیں جو مدینے میں رہ کر مسلمانوں کی جڑیں کمزور کر رہے تھے اور ان کی سازشیں بے نقاب کرتی ہیں صلح حدیبیہ کی حکمتیں، فتح خیبر کے واقعات اپنی کتاب کی زینت بناتی ہیں اور کتاب کے آخر میں آپؐ کی رحلت کے واقعات تحریر کرتی ہیں۔ لیکن بعض اوقات علمی غلطیاں نمایاں طور پر نظر آتیں ہیں۔ اس کا اصل سبب یہ ہے اگر سیرت کا ایک ماخذ، دوسرے ماخذ (مثلاً قرآن، حدیث یا تاریخ) سے ٹکرا جائے تو سیرت نگار ان کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کجا یہ کہ اُس کی یہ کاوش پُر خلوص اور غیر متعصب تھی لیکن اسکے باوجود اُس کی تحریر میں کئی عملی اغلاط موجود ہیں جو قاری کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ کیرن آرمسٹرانگ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے سن ولادت غلط تحریر کرتی ہیں۔

"The life of the Prophet Muhammad (c. 570–632 CE) was as crucial to the unfolding Islamic ideal as it is today."[3]

حضرت محمد ﷺ کی پیدائش اور وفات (570 تا 632ء) تحریر کرتی ہے۔ جبکہ مصنفہ اپنی تحریر میں جن مصادر سے حوالے پیش کرنے کا دعویٰ کرتی ہے وہ حوالے 570 سن پیدائش کے متضادی ہیں۔ "سیرت ابن ہشام ہو"[4] یا "طبقات ابن سعد ہو"[5] یا "سیرت ابن اسحاق ہو"[6] تینوں نے عام الفیل کا ذکر کیا ہے نہ کہ 570 عیسوی کا۔ سیرت ابن ہشام میں ابن ہشام اپنے حاشیے میں تحریر کرتے ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاوّل سن عام الفیل بمطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء بعد از صادق اور قبل از طلوع ہوئی۔ اس کے علاوہ برصغیر کے مشہور مصنف علامہ شبلی نعمانیؒ اپنی تحریر میں ۵۷۱ء کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا جس میں انہوں نے دلائل ریاضی سے ثابت کیا کہ آپؐ کی ولادت ۹ ربیع الاوّل روز شنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ میں ہوئی تھی۔[7]

"We know practically nothing about Muhammad's early life before he began to receive what he believed were revelations from God at the age of forty. Inevitably, pious legends developed about Muhammad's birth, childhood, and youth, but these clearly have symbolic rather than Historical value."[8]

ہم عملی طور پر محمد ﷺ کی ابتدائی زندگی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ ناگزیر طور پر آپؐ کی پیدائش، بچپن، لڑکپن اور جوانی کے متعلق قصے وجود میں آ گئے، لیکن یہ واقعات تاریخی ہونے کے بجائے علامتی اہمیت رکھتے ہیں۔ مصنفہ کی یہ بات کم علمی کے پیش نظر تو ہو سکتی ہے لیکن حقائق کے برعکس ہے۔ نہ صرف آپ ﷺ کی پیدائش ہو یا قبل از نبوت کے واقعات محفوظ ہیں بلکہ جناب رسول مکرم، شاہ دوجہاں ﷺ کے قصے تو عالم ارواح سے محفوظ ہیں جسکی گواہی خود قرآن مجید فرقان حمید دیتا ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝[9] اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت سے پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتادے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا بولے ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ سیرت کے بنیادی لقب ہو یا تاریخ کے بنیادی مصادر، تمام کتب جناب رسول مکرم ﷺ کے انصاب، پیدائش سے قبل اور بعد کے واقعات سے بھری پڑی ہیں کئی مصنفین نے تو صرف مکی دور پر کتب تک تحریر کی ہیں اللہ رب العزت نے نبی آخر زماں ﷺ کی سیرت (عالم ارواح سے لے کر وفات تک) کے لمحے لمحے کو محفوظ رکھا بلکہ آپؐ نے جن جن جانوروں پر سواری کی جن بکریوں کا دودھ پیا اسکو بھی تاریخ نے محفوظ کر کیا۔

"The first official compilation of the Qur'an was made in about 650, twenty years after Muhammad's death, and achieved canonical status." [10]

مصنفہ تحریر کرتی ہیں قرآن مجید کی پہلی مرتبہ باقاعدہ تدوین آنحضرتؐ کی وفات کے 20 سال بعد، تقریباً 650 میں ہوئی۔ پھر اسے کو قطعی قانون اور شرعی حیثیت حاصل ہوئی. آگے تحریر کرتی ہیں۔ قرآن مجید کی باقاعدہ کتابت عہد صدیقی میں ہوئی لہٰذا مصنفہ کا یہ دعوٰی غلط ہے کہ تدوین آپؐ کی وفات کے 20 برس بعد ہوئی۔ آپؐ نزول وحی کے دوران کتابت بھی کروایا کرتے تھے۔ "حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں آپؐ کے لیے وحی کی کتابت کرتا تھا۔ جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو آپؐ کو سخت گرمی لگتی اور آپؐ کے جسم اطہر پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے۔ پھر جب آپؐ پر یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں مونڈے کی ہڈی یا کسی اور چیز کا ٹکڑا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا"[11] اسکے علاوہ "حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ جب قرآن کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپؐ کاتب وحی کو یہ ہدایت فرماتے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں فلاں آیات کے بعد لکھا جائے"[12] مصنفہ کا یہ کہنا کہ قرآن کو آپ ﷺ کی رحلت کے 20 سال کے عرصے کے بعد قانونی حیثیت حاصل ہوئی ایسا لکھنا اسکی کم علمی تو ہو سکتا ہے مگر حقیقت نہیں۔ "فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ.................. وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"[13] "سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ جاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے" یہ کہنا حتمی طور پر غلط ہو گا کہ قرآن کو قانونی حیثیت بعد میں حاصل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو قتل ہی اسی بنیاد پر کیا تھا کہ آپؐ کے فیصلے اور قانون کے بعد آپ کو منصف بنانا چاہتا تھا۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے صحابہ کی جماعت نے آپؐ کے فیصلوں اور قرآن و سنت کو اپنا منشور، آئین، لائحہ عمل بنا لیا تھا۔[14]

"Its laws were designed for a small community."[15]

مصنفہ کا قرآن کے متعلق یہ دعویٰ کرتی کہ قرآن میں بیان کردہ اصول وضوابط چھوٹی سی جماعت کے لیے تھے جبکہ قرآن نے اعلان فرمادیا: " وما ارسلنٰك الّا كآفةً لّلناس بشيرا وّنذيرا "[16] اور آپ کو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوش خبری دینے اور ڈر سنانے کو۔ یعنی رسول مکرم ﷺ اور اُنکے لائے ہوئے احکامات اُس وقت سرزمین پر بسنے والے تمام لوگوں کے لیے تھے اور خاتم النبیّین ہونے کی حیثیت سے قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے رہیں گے۔

"Some Muslim fundamentalists have based their militant ideology on the life of Muhammad;"[17]

لکھتی ہیں کہ عسکریت پسندانہ آئیڈیالوجی کی بنیاد کچھ مسلمان قدامت پسندوں نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی پر رکھی مصنفہ نے بہت احسن انداز میں بتلایا کہ مسلمانوں نے اسلام تلوار کے زور پر نہیں پھیلایا اور نہ ہی جنگ وجدل میں پہل کی۔ تقریباً تمام ابتدائی جنگیں مدافعانہ تھیں۔ دنیا میں تمام انبیاء نے اولاً فتنوں کو ختم کرنے کی سعی دعوت و تبلیغ کے ذریعے کی جب لوگوں نے نبیوں کی دعوت کو قبول نہ کیا تو اللہ کے عذاب کے حقدار ٹھہرے، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر یہ کرم فرمایا کہ حق قبول نہ کرنے والوں پر فرشتوں کے ذریعے عذاب نہیں بھیجا ورنہ پوری قوم عتاب کا شکار ہوتی۔ جنگ کی ایک صورت حال پیش آئی، یہ کہ حق کو قبول کرو یا جزیہ دو یا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ دنیا میں دہشت اور وحشت پھیلانے والے کا تعلق اسلام سے کوسوں دور ہے لیکن دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے جہاد کرنا ایسے ہے جیسے جسم میں موجود ناسور کو کاٹ باہر پھینکنا۔ لیکن مصنفہ کا یہ کہنا جہاد فی سبیل اللہ کا تعلق نبی مکرم ﷺ سے نہیں تو یہ قطعاً غلط ہے، قرآن مجید میں جہاد فی سبیل اللہ کا ذکر 400 سے زائد مرتبہ آیا ہے اور آپؐ نے بانفس ونفیس جنگوں کی قیادت بھی فرمائی 27 غزوات اور 47 سرایا کا ذکر سیرت کی کتابوں سے ملتا ہے۔[18] حضرت سعد ابی وقاصؓ کو جناب رسول ﷺ تیر پکڑاتے جاتے اور فرماتے جاتے "فداک ابی وامی"[19]

"but I was disturbed by the way some of Rushdie's liberal supporters segued from a denunciation of the fatwah to an out-and-out condemnation of Islam itself that bore no relation to the facts."[20]

مصنفہ سلمان رشدی کے قتل کے فتوے کے متعلق لبرل حامیوں کے خیالات سے پریشان ہے وہ اس فتوے کو اسلام کی تعلیمات کے برخلاف تحریر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ قتل کے فتوے اور مذہب اسلام کا کوئی تعلق نہیں مصنفہ سلمان رشدی ملعون کے خلاف آیات اللہ خمینی کے قتل کے فتوے کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتی ہے کہ اسلام میں اس طرح کا کوئی فتویٰ نہیں ۔ کیرن آرم سٹرانگ اپنی دوسری کتاب " محمد ﷺ پیغمبر اسلام کی سوانح حیات " میں بھی " بدنام فتوے " سے اپنے خیالات کو تعبیر دیتی ہے۔[21] ویسے تو شاتم رسول کی سزا کے متعلق متعدد کتب موجود ہیں اولاً قرآن ہی شاتم رسول کی سزا کے بارے میں فرماتا ہے۔" وان نكثوا ايمانهم من بعد - - - - - - - - - - - - والله عليم حكيم۔"[22] اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں اپنے عہد کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین پر تو جنگ کرو کفر کے پیشواؤں سے، بیشک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں ہیں (ایسوں سے جنگ کرو) تاکہ یہ لوگ عہد شکنی سے باز آجائیں۔ کئی واقعات ایسے بھی ہیں جو دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے تو گستاخیاں کیا کرتے تھے لیکن بعد میں باز آگئے جس میں حضرت ابو حریرہؓ کا واقعہ بھی شامل ہے۔ دوسرا طبقہ ان لوگوں

کا تھا جن کو بار بار نصیحت کی گئی مگر اس کے باوجود ہجو سے باز نہ آئے تو انکو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا جس میں ایک نابینا صحابی کا واقعہ، یہودی عورت اور ایک باندی کا واقعہ ملتا ہے۔ کتاب الشفا میں ایک کلمہ ہجو یا گستاخانہ کلام کہنے پر بھی قتل کر دینے کے کئی فتاوٰجات منقول ہیں یہاں تک بھی تحریر ہے کہ اُن کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے لیکن جرم کی کیفیت کو دیکھا جائے گا لیکن اس کا اختیار قاضی کو ہو گا یا اہل علم فتوٰی دیں گے۔[23] لہٰذا سلمان رشدی (ملعون) بھی دوسرے طبقے سے تعلق رکھتا ہے آیت اللہ خمینی کا فتوٰی قابل تردید قطعاً نہیں ہے۔

"Muhammad was not trying to impose religious orthodoxy— he was not much interested in metaphysics."[24]

مصنفہ تحریر کرتی ہے کہ راسخ العقیدگی نافذ کرنے کی حضرت محمد ﷺ کوشش میں نہیں تھے۔ مابعد الطبیعیات میں آپؐ کو زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ جبکہ شاہ دوجہاں ﷺ کی پوری زندگی راسخ العقیدگی پر ہی پختگی پیدا کرنے پر گزری۔ آپؐ پوری مکی زندگی میں توحید، رسالت، آخرت، عالم برزخ اور تقدیر جیسے عقائد کی اصلاح کرنے پر کوشاں رہے۔ ایمانیات کا تعلق ہی مابعد الطبیعیات پر ہے۔ یہ فلسفے کی ایک اصلاح ہے۔ توحید، رسالت، عقیدہ آخرت پر اسلامی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے لہٰذا مصنفہ کا یہ کہنا بے جواز ہے کہ آپؐ کو مابعد الطبیعیات میں زیادہ دلچسپی نہ تھی۔" ---ومن یکفر باللہ و ملٰئکتہٖ و کُتُبِہٖ و رسلہٖ والیوم الاٰخر فقد ضلّ ضلٰلاً بعیدا."[25]---اور جو انکار کرے گا اللہ کا اس کے فرشتوں کا اس کی کتابوں کا اور آخرت کے دن کا پس تحقیق دور کی گمراہی میں بھٹک گیا۔

"Like most Arabs of the time, he was familiar with the stories of Noah, Lot, Abraham, Moses, and Jesus."[26]

آنحضرت ﷺ اپنے عہد کے بہت سے عربوں کی طرح، حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت ابراہیم، حضرت موسٰی، اور حضرت عیسٰی کی کہانیوں سے باخبر تھے۔ مصنفہ کا یہ دعوٰی قطعًا بے بنیاد ہے۔ اولاً آپؐ جس ماحول میں بچپن سے پروان چڑھ رہے تھے وہ قطعًا اہل کتاب کا ماحول نہیں تھا کہ آپؐ کو انبیاء کے قصوں کی خبر ہوتی، دوسرا یہ کہ جب حبیب مصطفٰی ﷺ نے نبوت کا دعوٰی کیا تو قریش کے لوگوں نے نصر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینے کے یہود نے علماء کی طرف روانہ کیا کہ نبوت اور رسالت کیا ہے۔؟ اسی سے ہی اندازہ ہوتا ہے اہل مکہ کو نبوت اور رسالت کے بارے میں آگاہی نہیں تھی۔ مدینے کے یہود نے تمام روداد سننے کے بعد ایک ایسا حل بتایا جس سے پتا چل جائے گا کہ مکہ میں دعوٰی نبوت کرنے والا سچا نبی ہے یا جھوٹا۔ انہوں نے کہا اُن سے یہ تین سوال پوچھو، اولاً: روح کیا ہے۔ دوم: اصحاب کہف کون تھے، سوم: ذوالقرنین کون تھے۔ جب اہل قریش نے یہ سوال آپؐ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کل بتاؤں گا لیکن آپؐ کے انشاءاللہ نہ کہنے پر وحی کا سلسلہ معطل ہو گیا۔ آپؐ پر یہ دورانیہ نہایت شاق گزرا۔ یہیں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے نبی مکرم ﷺ کو سابقہ تمام حالات اور واقعات کے متعلق آگاہی نہیں تھی۔[27] جب صحابہ کی جماعت نے آپؐ سے کسی قصے کی فرمائش کی کہ انہیں سنائیں تو اللہ رب العزت نے سورۃ یوسف نازل فرمائی۔ جسکی حقانیت کو سن کر یہودیوں کا ایک گروہ ایمان لے آیا کہ ہماری کتابوں میں بھی یہ قصہ اسی طرح نازل ہوا ہے۔[28] اللہ رب العزت نے ان قصوں کو احسن القصص فرمایا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے فرمایاورسلاقد قصصنٰھم علیك من قبل ورسلاًلّم نقصصھم علیك ۔[29] اور بھیجے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو

اس سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا آپ کو۔ ذلك من انۢبآء الغيب - - - - - - - - اقلامهم۔[30] یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپؐ کو وحی کر رہے ہیں اور آپؐ تو اُن کے پاس موجود نہیں تھے جبکہ وہ اپنے قلم پھینک رہے تھے۔ذلك من انۢبآء الغيب نوحيه - - - - - - يمكرون[31] یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو وحی کرتے ہیں (اے نبی) آپؐ کی طرف اور آپؐ ان کے پاس موجود نہیں تھے جب انہوں نے اتفاق رائے کیا تھا اپنے معاملے پر اور وہ لوگ سفارش کر رہے تھے۔ مصنفہ کی تحریر کی رد میں یہ تمام آیات مدلل جواب ہیں یہ مصنفہ کی کم علمی ہو سکتی ہے کہ اس نے بلا تحقیق اتنی بڑی بات کر دی یوں محسوس ہوتا ہے کہ مصنفہ بنیادی مصادر کے بجائے وہی خیالات تحریر کر دیتی ہے جو ولیم میور، ڈریر، اور مارگیولوس وغیرہ رکھتے ہیں اُن کی بھی خام خیالی یہی تھی کہ شاید بحیرہ راہب سے بہت سے علوم سیکھے جسکی نفی بڑے احسن انداز میں علامہ شبلی نعمانی نے کی۔[32]

“He lived with her family until he was six years old, and would have experienced nomadic life at its harshest.”[33]

بقول مصنفہ آپؐ چھ برس تک حلیمہ سعدیہ کے پاس رہے اور آپ نے سخت گیر خانہ بدوشی کی زندگی کا تجربہ کیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ جب جناب رسول مکرم ﷺ اپنی والدہ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ پانچ سال کے تھے۔ کتاب استیعاب میں ہے کہ آپؐ پانچ سال دو دن کے تھے، ابن عباسؓ کے علاوہ دوسرے علماء کہتے ہیں آپؐ چار سال کی عمر میں اپنی والدہ کے پاس تشریف لائے صرف امویوں کی رائے ہے کہ اس وقت آپکی عمر چھ سال تھی۔[34]سیرت ابن ہشام میں ہے کہ آپؐ کو دو ک سال دائی حلیمہ نے دودھ پلایا جب واپس لائیں تو مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی پھر واپس لے گئیں ابھی چند ماہ ہی نہ ہوئے تھے کہ شق صدر کا واقعہ پیش آیا اس خوف سے والدہ کے پاس واپس لے آئیں۔ اس وقت آپ کی عمر ﷺ تین سال تھی۔[35] تاریخ ابن کثیر میں ہے حلیمہ سعدیہ نے آمنہ بنت وھب سے آپؐ کو چند ماہ اپنے پاس رکھنے کی اجازت طلب کی اور ابن سعد بھی پانچ سال عمر بتلاتے ہیں۔[36]

“He had wanted to marry his cousin Fakhitah, but Abu Talib had to refuse his request for her hand, gently pointing out that Muhammad could not afford to support a wife, and made a more advantageous match for her.”[37]

بقول مصنفہ اپنی کزن فاختہ سے آپؐ شادی کرنے کے خواہ تھے لیکن ابو طالب نے رشتہ قبول نہ کیا اور محبت سے کہتا کہ آپؐ اپنی زوجہ کی کفالت نہیں کر پائیں گے۔ ام ہانی فاختہ کے نام سے مشہور تھیں لیکن ہشام کلبی نے آپ کا نام ہند بتلاتے ہیں۔ آپؐ کا مزاج مبارک ایسا تھا ہمیشہ ان لوگوں کے قدر دان رہے جنہوں نے اُن پر احسان کیا۔ آپؐ کے چچا ابو طالب نے آپکی کفالت ضرور کی مگر بعد میں آپؐ بکریاں چرا کر باقاعدہ طور پر اپنے چچا کی کفالت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ چچا عباس سے گزارش کی کہ چچا ابو طالب تنگ دست ہیں لہٰذا ہم ایک ایک بیٹا لے کر اُنکی ذمہ داری لے لیں آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنی کفالت میں لیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ صاحب مال تھے نبی مکرم ﷺ نے بعثت سے پہلے ام ہانی کا رشتہ چچا سے طلب کیا اور دوسری طرف ہبیرہ بن ابی وہب نے پیغام نکاح دیا چچا نے ہبیرہ کا پیغام قبول کر لیا، آپؐ نے فرمایا آپ نے ہبیرہ سے ام ہانی کا نکاح کیا اور مجھے قبول نہیں کیا تو انہوں نے جواب دیا محسن کے ساتھ برابر کا احسان کرتا ہے پھر ام ہانی مشرف بہ اسلام ہو گئی اور نکاح ختم ہو گیا۔

آپؐ ام ہانی کے بہت قدر دان تھے کیونکہ بچپن میں جناب رسول مکرم ﷺ کی خدمت گزار رہتیں۔ آپؐ نے اُنکی دلداری کے لیے پیغام نکاح دیا ام ہانی نے ادباً جواب دیا، اللہ کی قسم مجھے آپؐ سے جاہلیت کے زمانہ میں بھی محبت تھی اسلام کے زمانہ میں تو کہنے ہی کیا ہیں لیکن بچوں والی ہوں آپؐ میرے بچوں کی وجہ سے تکلیف کا شکار ہوں گے اور یہ مجھے گوارا نہیں پھر فرماتی ہیں کہ بعد میں قرآن میں یہ حکم نازل ہوا آپؐ اُن ماموں، چچا اور خالہ زاد سے نکاح کر سکتے ہیں جنھوں نے ہجرت کی جبکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی۔[38] مصنفہ سورۃ النجم کا ترجمہ غلط تحریر کرتی ہے، اگر بطور مفہوم بھی دیکھا جائے تو بھی غلط ہے "آگے یا پیچھے حرکت کیے بغیر آپؐ کو دیکھتی رہی[39]" علّمہ شدید القوٰی - - - - - - - - - - - - - او ادنٰی[40] اس کو سکھلایا ہے سخت قوت والے نے، زور آور نے، پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارہ پر آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا۔ پھر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی کم تر۔

"By the time he reached her, he was crawling on his hands and knees, shaking convulsively. "Cover me!" he cried, as he flung himself into her lap. Khadijah wrapped him in a cloak and held him in her arms until his fear abated."[41]

وحی کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔ آپؐ پر وحی کا نزول ہوا تو آپ ﷺ ہانپتے کانپتے حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے، آپؐ کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا مجھے چادر اوڑھا دو حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو ایک جبے میں لپیٹا اور اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا یہاں تک کے آپؐ کا ڈر ختم ہو گیا طبقات ابن سعد میں ابن سعد تمام روایات کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں ابتدا میں جناب رسول مکرم ﷺ حضرت جبرائیل کو دیکھ کر خوف میں مبتلا ہو جایا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں ابن اسحاق نے اپنے شیوخ سے ایسی روایتیں لکھ تو دیں لیکن بے بنیاد ہونے کی وجہ سے کسی نے اسے قبول نہیں کیا۔ آخر میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ سبائی روایتیں ہیں جو دشمنانِ اسلام کی طرف سے پھیلائی گئی تھیں۔ دوسری بڑی دلیل وہ حدیث مبارکہ ہے جو اماں عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے اس میں اس قسم کی کوئی بات ثابت نہیں صرف یہی ہے مجھے کمبل اوڑھا دو۔[42]

"Nor was God distinctively male. Each recitation began with the invocation: "In the name of Allah, the Compassionate (*al-Rahman*) and the Merciful (*al-Rahim*)." Allah was a masculine noun, but the divine names al-Rahman and al-Rahim are not only grammatically feminine but related etymologically to the word for womb. A partially personified female figure was central to nearly all the early revelations. We find veiled allusions to a woman conceiving a child or giving birth; the image of a woman who has lost her only child, and the poignant evocation of a baby girl, murdered by her disappointed parents."[43]

کیرن آرمسٹرانگ تحریر کرتی ہے خدا تعالیٰ مخصوص طور پر مذکر بھی نہیں تھا۔ ہر تلاوت کا آغاز ایک جملے سے ہوتا "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم کرنے والا ہے" اللہ اسم مذکر تھا، لیکن گرائمر کے قوائد کے مطابق الوہی نام

الرحمٰن اور الرحیم نہ صرف نسائی یعنی مؤنث ہیں، بلکہ اشتقاقی اعتبار سے "رحم"(Womb) لفظ کے ساتھ متعلق ہیں۔ ایک جزوی طور پر مؤنث شخصیت تقریباً تمام ابتدائی وحیوں میں مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ ہمیں عورت کے حاملہ ہونے یا وضع حمل کے پردہ دار اشارے ملتے ہیں ایک عورت جس نے اپنا بچہ کھو دیا ہو، ایک نو مولود بچی جسے مایوس والدین نے قتل کر دیا ہو۔ کیرن آرمسٹرانگ کا آغاز میں یہ کہنا خدا ابیّن طور پر مذکر نہیں تھا۔ سراسر غلط اصلاح اور قرآنی آیات کا حوالہ دیتی ہے۔ مولانا محمد شفیع تفسیر طبری کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ لفظ کی جمع اور تثنیہ نہیں اسی طرح ہی رحمٰن کی نہ جمع ہے اور نہ ہی تثنیہ، مصنفہ کی طرف سے یہ رائے قائم کرنا انتہا درجے کی غلطی ہو گی[44]۔ یہ درست ہے "رح م" مادہ سے بچے دانی مراد ہے لیکن اگر اس کلمے کی روحانیت کو دیکھا جائے جیسے ماں کی مامتا اپنی اولاد کے پیٹ میں آجانے پر جوش مارتی ہے ایسی مثال رحمٰن کی ہے۔ رحمٰن مادہ مبالغے کا صیغہ ہے اُس کی محبت ماں کی محبت سے 70 گُنا بڑھ کر ہے۔ ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی مانند، ویسے تو اللہ کی محبت کو مخلوق سے تعبیر دینا مناسب نہیں۔ قرآن میں بھی کئی مقامات پر اس کا ذکر ملتا ہے احادیث میں رحم (قرابت داری) کے ساتھ قطع رحمی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔۔ "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں رحمٰن ہوں میں نے رحم کی تخلیق کی اپنے اسماء میں سے ہی اس کا نام مشتق کیا جس نے صلہ رحمی کو کاٹا میں اسے کاٹ کر رکھ دوں گا۔[45] لیکن مادہ رحم ہونے کی وجہ سے یہ معنٰی قطعاً نہیں کہ اللہ رب العزت کی ذات کے متعلق مؤنث ہونے کی بحث چھیڑ دی جائے اُس کے آگے آیات کا غلط ربط پیش کرنا اور بڑی حماقت ہے۔ وہ ان آیات کا حوالہ دیتی ہے۔ واذ العشار عطّلت[46] اور واذ الموءدة سُئِلت بِاَیِّ ذنْبٍ قتلت[47] مصنفہ کے کیے گئے ترجمے کی حقانیت کا کھوج لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے شاید سورۃ التکویر کی ہی آیت نمبر 4 کا ذکر کرنا چاہ رہی ہے لیکن ترجمہ ٹھیک طور پر پیش نہیں کر پائی۔ مصادر میں جن آیات کا حوالہ دیتی ہے التکویر کی آیات 8 اور 9 ہیں اگر اُس کو بھی دیکھیں تو اُس میں ہے کہ 'زندہ در گو کر دی جانے والیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوال کریں گے' کہ تمہیں کس گناہ کی پاداش میں گاڑھ دیا گیا۔ لیکن اس بات کا رحم یا اللہ یا رحمٰن سے کوئی ربط نہیں، اس میں تو قیامت کے دن کی ہولناکی کی منظر کشی کی گئی ہے: والٰھکم الٰہ واحدٌ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم۔ [48] اس آیت میں بھی اللہ رب العزت اپنا تعارف فرما رہے ہیں اور ھُوا اسم اشارہ استعمال ہوا ہے اور وہ مذکر کے لیے استعمال ہوتا ہے بہر کیف یہ متشابہات کی بحث میں سے ہے۔ ہمارا ایمان ہے وہ اپنی ذات میں یکجا ہے اسکی اپنی شان ہے لہٰذا اس بحث میں پڑنا بھی نہیں چاہیے۔ دوسرے مقام پر مصنفہ تحریر کرتی ہیں کہ آپؐ نے خواہش کی کہ قریش کے ساتھ تعلقات بہتر ہو جائیں ااور کوئی درمیانی رہ نکل آئے پھر واقعہ غرانیق کو تحریر کرتی ہیں سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد اسکی قرآن تطبق کرنے کی بھی سعی کرتی ہے۔ آخر میں آیت کو نسخ قرار دے دیتی ہے۔

“. Muhammad had been longing for peace with the Quraysh; he knew how devoted they were to the goddesses and may have thought that if he could find a way of incorporating the gharaniq into his religion, they might look more kindly on his message. When he recited the rogue verses, it was his own desire talking—not Allah—and the endorsement of the goddesses proved to

be a mistake. Like any other Arab, he naturally attributed his error to a shaytan"[49]

مصنفہ تحریر کرتی ہے محمد ﷺ قریش کے ساتھ صلح کے خواہش مند تھے آپ ﷺ جانتے تھے کہ قریش دیوی دیوتاؤں کے لیے کتنے عقیدت مند تھے چنانچہ آپؐ نے اپنے مذہب میں غرانیق کو بھی شامل کرنے کا سوچا ہو گا تاکہ آپؐ کی بات کو قریش غور سے سنا کریں۔ یہ آیات اللہ کا کلام نہیں تھیں بلکہ آپؐ کی اپنی خواہش تھیں۔۔۔۔ دیویوں کی مدح سرائی بہر حال ایک توثیق غلطی ثابت ہوئی۔ دوسرے عربوں کی طرح آپ ﷺ نے اپنی غلطی کو شیطان کی کارسائی قرار دیا۔ اولاً یہ جاننا لازم ہے واقعہ غرانیق ہے کیا؟ یہ روایت صحیح سند سے مسند میں ہے ابن ابی حاتم نے لکھاہے حضور ﷺ نے مشرکین کے گروہ کے درمیان سورۃ النجم کی تلاوت کی جب اس مقام پر پہنچے افرءیتم اللت والعزّٰی ○ ومنٰوۃ الثالثۃ الاخرٰی [50] تو شیطان نے آپؐ کی زبان مبارک سے (نعوذباللہ) یہ الفاظ جاری کروا دیئے " تلك الفرانيق العلىٰ وانّ شفاعتهنّ لترتجٰی "(یعنی یہ (بت) مرغان بلند پرواز ہیں، انکی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے (نعوذباللہ) یہ سن کر مشرکین خوش ہو گئے اور وہ آپؐ کے ساتھ سجدے میں گر پڑے۔ [51] مشرکین مکہ کا سجدہ ریز ہونے کی حقانیت کئی جگہ پر بیان ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سورۃ النجم کی اس آیت پر رسول ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ سب مسلمانوں جن وانس نے سجدہ کیا۔ بخاری اور مسلم شریف کی دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے سورۃ نجم کی تلاوت فرمائی اور اس میں سجدہ تلاوت کیا اور آپؐ کے ساتھ تمام حاضرین مجلس نے سجدہ کیا بجز ایک قریشی بوڑھے کے جس نے زمین سے ایک مٹھی خاک کی اٹھا کر پیشانی کو لگائی اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اُس کو حالت کفر میں مقتول پڑا ہوا دیکھا گیا۔ یعنی جنہوں نے سجدہ کیا وہ بعد میں مشرف باسلام ہو گئے۔ [52] جب آپؐ نے جبرائیلؑ کے سامنے اس سورۃ کی گردان فرمائی تو حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا میں نے آپؐ کو ایسے نہیں پہنچایا تھا پھر اصلاح فرمائی۔ [53] یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مسلمان مشرکین مکہ کے مظالم سے بچنے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے مشرکین مکہ پر یہ بات بڑی شاق گزر رہی تھی کہ مسلمان حبشہ میں جاکر امن سے رہیں تو اُن کی طرف سے یہ افواہیں سرگرم کی گئیں، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس یقین کے ساتھ وہ مکہ واپس لوٹ آئے کہ شاید اب مکہ امن کا گہوارہ بن چکا ہے۔ مکہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ یہ تمام باتیں محض جھوٹ اور من گھڑت تھیں۔ [54] یہ روایات اس قدر بے سروپا ہیں جسکو بیان کرتے ہوئے قلم بھی لرزاں ہے لیکن اسکو تحریر کرنا اب باعث مجبوری ہے۔ اس موضوع کو پکڑ کر مستشرقین نے کئی اور رنگ بھرے۔ جب مریض کے جسم کے کسی حصے میں کینسر پیدا ہو جائے تو طبیب کے لیے لازم ہے کہ وہ اُسے جڑ سے کاٹ دے ورنہ سارا جسم اسی مرض کی بھینٹ چڑھ جاتا۔ لہٰذا اس موضوع کو اپنی بساط کے مطابق دلائل سے رد کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

قرآن حکیم کی روشنی میں

اولاً اسی سورۃ کے آغاز میں فرمادیا گیا والنّجم اذا هوٰی - - - - - - - - - - ان هو الا وحی یوحٰی [55] قسم ہے اس (تابندہ) ستارے کی جب وہ نیچے اترے تمہارا ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا اور وہ تو نہیں بولتا اپنی خواہش سے، نہیں ہے یہ مگر وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ یعنی جناب مکرم عربی محمد ﷺ اپنی خواہش یا مرضی سے قرآن میں کچھ داخل نہیں کرتے وحی کے متعلق جو کچھ کلام فرماتے ہیں وہ وحی ہی میں سے ہے۔ وحی کا تعلق عالم امر سے ہے اور روح کا تعلق

بھی عالم امر سے ہے۔ آپؐ کو وحی جسمانی کانوں سے نہیں بلکہ روح پر اتاری جاتی تھی یعنی روح اتری روح پر بذریعہ روح الامین کے اس میں شیطان کا کچھ مخل نہیں۔فلا اقسم بمواقع النجوم - - - - - - - - - - - - - تنزیل مّن رّب العٰلمین [56] پس میں قسم کھاتا ہوں اُس جگہ کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں اور اگر تم سمجھو تو بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ قرآن ہے بڑی عزت والا۔ ایک کتاب میں جو محفوظ ہے۔ اس کو نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں۔ یہ اُتارا گیا ہے۔ رب العٰلمین کی طرف سے۔ اس آیت میں واضح ہو گیا کہ شیاطین نزول وحی کو چھیڑ بھی نہیں سکتے اور چھو بھی نہیں سکتے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ پر وحی کے نزول کے دوران شیطان نے اپنی آواز شامل کر دی ہو۔وانہ لتنزیل رب العالمین - - - - - - - - - - - - - - المنذرین بلسان عربی مبین [57] اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے اسکو امانت دار فرشتہ لے کر آیا آپ کے دل پر یہ کہ تو ہو ڈر سنانے والا کھلی عربی زبان میں۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے وحی کے نزول کے دوران الفاظ اور انداز مکمل واضح ہوتے اور صریح عربی زبان میں ہوتے تھے ایسا قطعاً نہیں کہ کچھ سمجھنے میں غلطی ہو لہٰذا یہ کہنا بھی غلط ہے جو کچھ لوگوں نے منقول کر دیا کہ آپؐ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی۔انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظوں [58] اللہ رب العزت کی طاقت سے بڑھ کر کس کی طاقت ہو سکتی ہے کہ اللہ خود یہاں ذمہ داری لے رہے ہیں نزول قرآن سے لے کر آخرت تک اسکی حفاظت کی، ایک عام فہم و فراست رکھنے والا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے جسکی ذمہ داری خود باری تعالیٰ لے لے اُس کو شیطان کیسے چھیڑ سکتا ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولامن خلفہ تنزیل من حکیم حمید [59] قرآن کی اس آیت میں بھی اعلان ہو رہا ہے اسکے نہ تو آگے سے نہ ہی پیچھے سے کوئی غیر واقعی بات شامل ہو سکتی ہے تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ شیطان یہ جرأت کر سکے۔ولکن اللہ یشھد بما انزل الیك انزلہ بعلمہٖ والملئکۃ یشھدون وکفٰی باللہ شھیدا [60] اور لیکن اللہ گواہی دیتا ہے جو اتارا گیا ہے آپؐ کی طرف، اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور کافی ہے گواہی اللہ کی۔ اس گواہی اور شہادت کے بعد شیطان کا کیا مخل ہو سکتا ہے۔الٓمّٓ o ذلك الکتاب لاریب فیہ ۛ [61] اگر ان من گھڑت روایات کی تاویلات دی جائیں اور کچھ لمحوں کے لیے سوچ بھی لیا جائے تو اسلام کی پوری عمارت ہی منہدم ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہی بات امر شدنی ہے قرآن میں نزول وحی سے لے کر قیامت تک کوئی رد و بدل ممکن نہیں ۔سنقرئُک فلا تنسٰی [62] عنقریب ہم آپ کو پڑھائیں گے پس آپ نہیں بھولیں گے لا تحرک بہٖ لسانک لتعجل - - - - - - - - - - بیانہ [63] آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجیے تاکہ آپ اسکو جلدی لے لیں، ہمارے ذمہ ہے اسکا جمع کر دینا اور اسکو پڑھوا دینا تو جب ہم پڑھنے لگا کریں تو آپ اسکے تابع ہو جایا کریں پھر اسکا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کو اپنی زبان ہلانے سے منع کیا جا رہا ہے تو شیطان کو کیونکر اجازت دی جا سکتی ہے۔ بعض لوگ اس کے جواب میں بطور دلیل سورۃ الحج کی آیت 52 بیان کرنے لگتے ہیں۔وما ارسلنا من قبلك من الرسولٍ وّلا نبیّ - - - - - - - - - - صراط مّستقیم [64] ہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اسکے پڑھنے میں (شکوک) پس مٹا دیتا ہے اللہ جو دخل اندازی شیطان کرتا ہے پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ اپنی آیتوں کو۔ یہ سب اس لیے تاکہ اللہ تعالیٰ بنا دے جو وسوسہ ڈالتا ہے شیطان ایک آزمائش لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بے شک ظالم لوگ مخالفت میں بہت دور نکل جاتے ہیں نیز اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ جان لیں ہو لوگ جنہیں علم بخشا گیا کہ کتاب حق ہے۔ آپ کے رب کی طرف سے تاکہ ایمان لائیں اسکے

ساتھ اور جھک جائیں اسکے آگے انکے دل اور بے شک اللہ ہدایت دینے والا ہے ایمان والوں کو راہ راست کی طرف۔ ان آیات میں یہ بحث ہی بے فائدہ ہے یہ وسوسہ نبی یا رسول پر ہو رہا ہے۔ یہاں تمنٰی بمعنٰی قرأ اور امنیہ بمعنٰی قرأتہ کے آتے ہیں یعنی جب کوئی نبی / رسول کچھ پڑھ کر لوگوں کو سناتا ہے تو اُس کے پڑھنے میں کفار کے دلوں میں شکوک و شبہات شیطان ڈالتا ہے جس بنا پر وہ انبیاء سے مجادلہ کرنے کو بھی تیار ہوئے۔[65] [66] [67] [68] [69] وکذلک جعلنا لکل نبیّ عدوّ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غروراً[70] یعنی اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے سرکش انسانوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ایسی باتیں سکھاتے ہیں جو بظاہر بڑی دلکش ہوتی ہیں۔ولو تقوّل علینا بعض الاقاویل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ منہ الوتین [71] اگر ایسا ہوتا تو مشرکین مکہ جو جناب رسول مکرم ﷺ کو تکلیف دینے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں دیتے جانے تو اس موقع کو وہ ہاتھ سے کیسے جانے دیتے۔ یہ روایت ہماری کتابوں میں رہ گئی اور مستشرکین کو ایک موقع ہاتھ لگ گیا۔ درحقیقت یہ آیت سورۃ الحج کی آیت 51 کے پیش نظر ہی ہے۔ جس طرح سورۃ آل عمران میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے لگے رہتے ہیں "لیجعل ما یلقٰی الشّیطان فتنہ" میں متشابہات کا ذکر ہے "ثم یحکم اللہ اٰیتہٖ" میں محکمات کا ذکر ہے لہٰذا جن کے پاس علم ہے وہ اسکو جان لیتے ہیں۔[72]

احادیث کی روشنی میں دلائل

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں جو چیز بھی حضور ﷺ سے سنتا تو اسے لکھ لیا کرتا تاکہ یاد کرنے میں بھی آسانی ہو۔ قریش نے مجھے روکا وہ کہنے لگے تم حضور ﷺ سے سنی ہوئی بات لکھ لیا کرتے ہو، حالانکہ آپ بشر ہیں اور کبھی غصے کی حالت میں بھی کوبات ارشاد فرما دیتے ہیں چنانچہ میں نے لکھنا بند کر دیا اور اس بات کا ذکر آپؐ سے کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا لکھ، مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میری زبان سے حق بات کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں نکلتی۔[73] حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" میں تمہیں جس امر کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوں اس میں شک وارتیاب کی گنجائش نہیں" امام احمد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا" میں نہیں کہتا مگر حق بات سے" بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کبھی از راہ ملاعبت و ملاطفت کوبات ارشاد فرمایا کرتے ہیں فرمایا" میں حق بات ہی کہتا ہوں[74] حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جو کچھ آپ سے سنو اسے لکھ لیا کروں فرمایا، "ہاں" عرض کیا خواہ آپؐ خوشی میں ہوں یا غصے میں فرمایا "ہاں" کیونکہ میں ان تمام حالات میں سوائے حق کے کچھ نہیں کہتا۔[75] حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا" تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ اسکا ہمنشیں جن اور ایک ہمنشیں فرشتہ نہ ہو، صحابہ نے عرض کیا، کیا آپؐ کے لیے بھی ہے؟ فرمایا ہاں لیکن اللہ نے میری مدد فرمائی اور اسلام لے آیا۔ دوسری حدیث میں ہے اب وہ مجھے خیر کا حکم کرتا ہے۔[76]

سلف صالحین کی رائے

واقعہ غرانیق کے بارے میں سلف صالحین کی رائے درج ذیل ہے۔

امام محمد بن اسحاق کا قول: "انّ ھٰذہ القصۃ موضوعۃ" یہ قصہ زندیقوں کا گھڑا ہوا ہے۔

علامہ ابوعبداللہ القرطبی: احکام القرآن میں روایت کرتے ہیں "فی ذلك روایات كثیرة كلها باطل لا اصل له" روایات پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب کے سب باطل اور فسق ہیں کونکہ اسکی کوئی اصل نہیں اور ضعیف کی تاویلات پیش کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔"وضعف الحدیث مغی عن كل تادیل"

ابن عطیہ زمخشری: یہ بات تو کسی معمولی ایمان رکھنے والے انسان سے بھی سرزد نہیں ہو سکتی تو کیسے ممکن ہے کہ ایسی ہستی پر یہ شائبہ کیا جائے جو معصوم الخطاہیں۔

ابن حیان: ابن فرماتے ہیں میں اپنی تفسیر میں اس واقع کو لکھ کر اپنی تفسیر آلودہ نہیں کرنا چاہتا مجھے حیرت ہوتی ان لوگوں پر جنہوں نے اپنی تالیفات میں اس واقع کو قلم بند کیا۔

فخر الدین رازی: فخر الدین رازی نے بھی پُر جوش انداز میں اس روایت کی تردید کی ہے "هذه الروایة باطلة موضوعة" یہ روایت جھوٹی گھڑی ہوئی ہے۔

علامہ آلوسی نے امام ابو منصور ماتریدی کا قول نقل کیا: " تلك الغرانیق العلٰی" والی بات سے شیطان نے اپنے پیروکاروں کے دلوں پر القاء کی تاکہ مسلمانوں کو اسلام سے برگستہ کرے۔ نبی مکرم ﷺ ایسی روایتوں سے مبرّا ہیں۔

قاضی ابو بکر ابن العربی الاندلسی: اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے غضب ناک ہوجاتے ہیں اور اُن کی آنکھوں میں گویا کہ خون اتر آیا ہو وہ سابقہ روش کے خلاف اس روایت کو جھوٹ قرار دیتے ہیں جس پر باقاعدہ باب تحریر کرتے ہیں جس کا عنوان تھا "تنبیه النبی علٰی مقدار النبی"[77]

قاضی عیاض مالکی: قاضی عیاض کا قول ہے کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ محمد ﷺ شیطان سے محفوظ اور معصوم ہیں اللہ تعالیٰ آپؐ کا محافظ و نگہبان ہے۔ شیطان آپؐ کے قلب اطہر میں وسوسہ نہیں ڈال سکتا ہے۔[78]

امام بخاری: امام بخاری سورۃ نجم کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے سجدہ کا ذکر کرتے ہیں کہ جن وانس نے سجدہ کیا لیکن غرانیق کا ذکر تک نہیں کیا۔[79]

علامہ محمد شفیع: علامہ محمد شفیع تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس واقعہ کو بیان کرنا اور شکوک و شبہات کے دروازے کھول کر اس پر جوابدہی کی فکر کرنا غیر مفید کام ہے۔[80]

شبلی نعمانی: شبلی نعمانی لکھتے ہیں اکثر کبار محدثین مثلاً علامہ عینی، بیہقی، حافظ منذری، قاضی عیاض، علامہ نووی نے اسکو موضوع اور باطل لکھا ہے لیکن افسوس کہ کچھ محدثین نے اسے نقل کیا ہے جن میں طبری، ابن ابی حاتم، اب ن اسحاق، ابن المنذر وغیرہ شامل ہیں۔

عقلی دلائل

حرم میں جب رسول مکرم ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں ہوں تو مشرکین مکہ نے ساتھ شور و غل مچانا شروع کر دیا ہو، جسے قرآن میں "لاتسمعو لهذا القرآن والغو فیه لعلّكم تغلبون"[81] اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں گڑبڑ کر دو شاید کہ تم غالب آؤ۔ اس کے علاوہ قریش کا معمول تھا کہ جب طواف کیا کرتے تو یہ کلمات کہا کرتے "والات والعزی ومناة الثالثة الاخریٰ فانهن الغرانیق العلٰی وان شفاعتهن لترتجٰی" جب رسول مکرم ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے ہوں والات والعزی۔۔۔ تو کسی کافر نے آگے بلند آواز میں شور و غل کرتے ہوئے اپنے کلمات کہیں ہوں تو دور والوں

نے یہی سمجھا ہو کہ کہ رسول ﷺ نے فرمایا اور اسی بات کا چرچا اڑا دیا گیا ہو۔[82] قاضی عیاض لکھتے ہیں کفار تو ہمیشہ ذرا ذرا سی بات پر کئی افواہیں پھیلا دیا کرتے تھے اور منافقین مرتد ہونے کے بہانے ڈھونڈا کرتے تھے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو قریش مسلمانوں پر غالب آجاتے۔[83] نبی مکرم ﷺ بعثت سے پہلے ہی صادق اور امین تھے جنہوں نے کبھی کسی انسان پر جھوٹ اور بہتان نہ باندھا وہ کیسے اللہ پر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ مصنفہ لکھتی ہے کہ آپؐ نے خواہش کی کہ کوئی درمیانی راہ نکل آئے جس سے قریش اور مسلمانوں کے تعلقات درست ہو جائیں۔ یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے جب حالات اس قدر کشیدہ تھے کہ نو مسلم کو گرم ریت پر لٹایا جا رہا تھا، کوئلے صحابی کی چربی سے ٹھنڈے پڑ جایا کرتے تھے، صحابی رسولؐ کے سر میں کیل گھاڑے جا رہے تھے، حضرت سمیہؓ اور انکے خاوند کو شہید کیا جا رہا تھا اُس وقت تو رسول مکرم ﷺ نے یہ خواہش نہ کی لیکن جب مسلمان حبشہ میں پر امن زندگی گزار رہے تھے تو آپؐ کے دل میں ایسی خواہش کیوں کر پیدا ہو سکتی تھی ایک عام فہم انسان بھی اس قول کو قبول کرنے سے عاجز نظر آتا ہے۔ مواہب اللدنیہ میں واقعہ کی تاویل کی مد میں بڑے ٹھوس انداز میں رو پیش کئے گئے ہیں اسی طرح قاضی عیاض نے تمام تاویلات کو بڑے مدلل انداز میں رد پیش کیا ہے۔ آپؐ کو کفار جب بڑی سے بڑی پیشکش دے رہے تھے کہ درمیانی راہ نکالیں ایک سال ہم آپؐ کے اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ایک سال آپ ہمارے بتوں کی پوجا کریں۔ اُس وقت تو اُن کو سورۃ کافرون پڑھ کر سنائی تو اب کیسے ممکن تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کو روکنے کے لیے آپکے چچا کے پاس گئے یا کہا اپنے بھتیجے کو روکو یا درمیان سے ہٹ جاؤ تو ابو طالب نے باعث مجبوری فکر میں آپؐ کو تبلیغ سے روکا۔ آپؐ نے چچا کے منہ سے ایسی بات سنی تو فرمایا "خدا کی قسم وہ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں اور یہ چاہیں میں خدا کا حکم چھوڑ دوں تو میں ایسی کسی بات پر آمادہ نہیں ہوں گا۔ اگر آپؐ کے دل میں یہ شائبہ بھی گزرا ہوتا کہ درمیان کی کوئی راہ نکالی جائے تو یہ بہترین مواقع تھے جس میں آپؐ کفار کے ساتھ کوئی معاہدہ کر سکتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جب آپؐ سورۃ نجم کی آیت 19 سے تلاوت فرما رہے ہوں اور جب آیت 26 پر پہنچے ہوں جسکا ترجمہ ہے۔ "اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں کچھ کام نہیں آتی ان کی سفارش مگر جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے"[84] کیونکہ اس آیت میں فرشتوں کا ذکر ہو رہا ہے اور مشرکین کا عقیدہ تھا کہ یہ فرشتے مؤنث ہیں جیسے اُنکی دیویاں / مورتیاں، تو اس سے مراد انہوں نے اپنی مورتیاں تصور کیا ہو اور آپؐ کے ساتھ سجدہ ریز ہو گئے ہوں۔ درحقیقت 'تلک الغرانیق۔۔۔' نہ قرآن کی آیت تھی اور نہ ہی منسوخ ہوئی مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کرنے کے سبب کفار نے اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے اپنی طرف سے گھڑ لی تھی[85]

"The Qur'an is reticent about this vision. He saw only God's signs and symbols—not God himself, and later mystics emphasized the paradox of this transcendent insight, in which Muhammad both saw and did not see the divine essence. "[86]

مصنفہ تحریر کرتی ہیں قرآن مجید اس رویا کے متعلق زیادہ تفصیل نہیں بتاتا۔ آپ ﷺ نے صرف خدا کے نشانیاں اور علامات دیکھیں۔ بذات خود خدا کو نہیں؛ اور بعد میں صوفیا نے اس ماورائی بصیرت کے پیراڈاکس کو اجاگر کیا جس میں محمد ﷺ نے الوحی جواہر کو دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھا آگے جا کر بھی مصنفہ یہ باور کروانے کی کوشش کرتی ہے کہ یہ سب حضور اکرم ﷺ نے داخلی کیفیت اور وجدان سے معراج حاصل کی جو کہ سراسر غلط بیان ہے۔ اگر معراج روحانی کیفیت کا ہوتا تو پھر تو کوئی جھگڑا

بھی نہ تھا۔ اختلاف تو یہی اٹھا تھا کہ جسمانی پرواز کے ساتھ آپؐ کیسے رات کی گھڑیوں میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے لوٹ آئے ہیں۔ کئی منافقین یا کمزور دل مرتدِ اسلام بھی ہوئے۔ اگر روحانی کیفیت یا وجدان کی بات ہوتی جو مصنفہ تحریر کرتی ہے تو لوگوں کے لیے یہ تسلیم کرنا آسان ہوتا کہ جب دل پر آسمان سے قرآن اتر سکتا ہے تو دل میں نظارے بھی کروائے جاسکتے ہیں۔ جب حضرت ابو بکرؓ کو بتایا گیا کہ آپؐ مسجد میں لوگوں کو معراج کا قصہ بتلارہے ہیں تو آپؓ نے فرمایا، اللہ کی قسم آپؐ کے پاس اللہ رب العزت کی طرف سے آسمان سے زمین تک دن یارات کی چند گھڑیوں میں وحی آسکتی ہے تو میں اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں کہ آپؐ چند گھڑیوں میں آسمان پر بھی جاسکتے ہیں۔[898887] ما کذب الفوٴادو ما رأی[90] فواد کے معنٰی قلب کے ہیں اس بات کی دلیل قرآن میں موجود ہے۔ "لھم قلوب الّا یفقھون بھا" "ان کے دل ہیں کہ نہیں سمجھتے اس سے"[91] اس سے معلوم ہوتا ہے یہ مشاہدہ صرف دل کا نہیں بلکہ آنکھوں کا بھی تھا۔[92] عتبہ ابی لہب کا آپؐ کے پاس آنا اور کہنا اے محمد ﷺ میں اس کا انکار کرتا ہوں "جو قریب اور قریب ہوا، یہاں تک کہ صف دو کماتوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا" تو آپؐ نے فرمایا اللہ اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط فرما اور ایسا ہی ہوا کہ اُسکی موت جنگل کے شیر کے سبب واقع ہوئی۔[93] اور آپؐ کا قافلے والوں کی نشانیاں بتانا اور مسجد اقصٰی کے دروازوں اور کھڑکیوں وغیرہ کی تعداد بتانا، ان تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشاہدہ جسمانی تھا اسکے علاوہ روح کو پرواز کے لیے سواری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک عام انسان بھی خواب میں بغیر سواری کے آسمان تک پہنچ سکتا ہے۔ ام ہانی والی روایت کو دیکھا جائے کہ جس میں آپؐ ام ہانی کے گھر آرام فرمارہے تھے معراج کی رات چھت کا پھٹنا بھی شہادت دیتا ہے یہ سفر جسمانی ہو رہا تھا۔

"In Jerusalem, hediscovered that all the prophets, sent by God to all peoples, are "brothers." Muhammad's prophetic predecessors do not spurn him as a pretender, but welcome him into their family. The prophets do not revile or try to convert each other; instead they listen to each other's insights. They invite the new prophet to preach to them"[94]

مصنفہ تحریر کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کو یروشلم میں جا کر پتا چلا کہ مختلف اقوام پر مبعوث کئے گئے خدا کی جانب سے تمام پیغمبر "بھائی" ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے پیغمبرانہ پیش روؤں نے آپ ﷺ کو رد کرنے کی بجائے اپنے خاندان میں خوش آمدید کہا۔ پیغمبر ایک دوسرے سے دشمنی نہیں کرتے؛ بجائے اس کی وہ ایک دوسرے کی بصیرتوں پر توجہ دیتے ہیں۔ انہوں نے نئے پیغمبر کو دعوت دی کہ وہ انہیں تبلیغ کریں۔ کیرن آرمسٹرانگ کا یہ لکھنا کہ آپؐ کو یروشلم جا کر معلوم ہو کہ تمام پیغمبر آپس میں بھائی بھائی ہیں قطعاً غلط ہے جبکہ مصنفہ طائف کے سفر کا حال بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب میں خود تحریر کرتی ہیں

"He told 'Addas that Jonah was his brother, because he was a prophet, too."[95]

آپ ﷺ نے عدس کو بتایا کہ نبی ہونے کے سبب حضرت یونسؑ آپ ﷺ کے بھائی تھے۔ آگے مصنفہ قاری کو یہ باور کروانے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ تمام لوگ دائرہ اسلام میں جو اللہ کی شریعت پر عمل کر رہے ہیں چاہے وہ منسوخ شریعت ہو یا موجودہ شریعت ہو۔

"For if one goes in search of a religion other than self- surrender (islam) unto God, it will never be accepted from him, and in the life to come, he shall be among the lost.This verse is often quoted to "prove" that the Qur'an claims that Islam is the one, true faith and that only Muslims will be saved. But "Islam" was not yet the official name for Muhammad's religion, and when this verse is read correctly in its pluralistic context, it clearly means the exact opposite. "[96]

مصنفہ تحریر کرتی ہے اور جو کوئی دین اسلام کے علاوہ اور کوئی دین چاہے گا سو اس سے ہر گز قبول نہیں ہو گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔ یہ آیت اکثر "ثابت" کرنے کے لیے نقل کی جاتی ہے کہ قرآن کا دعوہ ہے کہ اسلام ایک ہے اور سچا عقیدہ ہے اور مسلمان ہی نجات پائیں گے۔ لیکن اسلام ابھی تک محمد ﷺ کے مذہب کا سرکاری نام نہیں تھا جب اس آیت کو اجتماعیت پسندانہ سیاق وسباق میں صحیح طور پر پڑھا جائے تو اس کا واضح مطلب بالکل برعکس ہے۔ وہ قرآن کی آیات کے غلط معنٰی اخذ کر کے مسلمانوں کو باور کروا رہی ہے کہ آج بھی دین اسلام میں تمام اہل کتاب یا کسی بھی نبی کے ماننے والے اس میں شامل ہیں اس بات کا ذکر اپنی تحریر میں جا بجا کرتی ہے۔ مصنفہ نے یہ بات بالکل درست فرمائی کہ تمام پیغمبر دین اسلام پر تھے اور انہوں نے اپنی قوم کو بھی یہ تلقین کی جیسے (بقر 132) اسی طرح سورۃ یونس آیت 84 میں بھی موسیٰؑ بھی اپنی قوم کو یہی فرما رہے ہیں اگر تم (سلین) ہو تو اللہ پر ایمان لاؤ اور اُسی پر بھروسہ رکھو۔[97] حواریوں نے دعا کی کہ ہم کو مسلمون میں شامل فرما۔ ان آیات سے یہ مراد قطعًا نہیں کہ آج بھی عیسیٰؑ کے ماننے والے مسلمان ہیں۔ مصنفہ مسلم اور مسلمون کے معنٰی فرمابردار کے لے رہی ہے کہ آج بھی کوئی عیسائیت یا یہودیت کی مکمل اتباع کرتا ہے تو وہ فرمابردار ہے۔ وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے قرآن کی غلط تشریح کر رہی ہے۔ اگر وہ قرآن سے اہم ترین اصطلاح "مسلم" کو لیتی ہے تو اسے عربی گرائمر کی رو کے علاوہ شرعی اصطلاح کو بھی سمجھنا چاہیے تھا۔ مسلم فرمابردار کو کہتے ہیں اور اُسکی بنیادی کڑی "لا الہ الااللہ" "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ" اگر کوئی مسلمان اللہ کی وحدانیت کا انکار کر دے تو وہ مسلم نہیں رہتا۔ کوئی عیسائی یا یہودی کیونکر مسلم رہ سکتا ہے جب وہ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ کبھی عزیزؑ کو اس کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور کبھی حضرت عیسیٰؑ کو اس کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ مصنفہ لفظ "Kafir"[98] کو مشرکین مکہ کے لیے استعمال کرتی ہے اور معنٰی بھی ناشکری میں کرتی ہے جب کسی اسلامی لٹریچر کی کتاب کو تصنیف کی جاتی ہے یا مطالعہ کیا جاتا ہے تو الفاظ کے لغوی معنٰی سے زیادہ شرعی اور اصطلاحی معنٰی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ بجا ہے قرآن میں کئی مقام پر 'کافر' 'ناشکری کے معنٰی میں آیا جیسے "وشکرولی ولا تکفرون" جیسے مصنفہ نے لکھا "ناشکری" اگر ایسی صورت میں لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا اتنی بڑی نعمت کا انکاری یا ناشکرا سب سے بڑا کافر ہو۔ "کَفَرَ فھو کَافِرٌ" دو معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ "من کفر فعلیہ کُفرہٗ " 99 "جس نے انکار کیا پس اُس کا کفر اُسی پر ہے یہاں کَفَرَ کے معنٰی شریعت کے حکم میں خلل اندازی کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر ہے۔ ولا تکونوا اوّل کافرٍ بہٖ (۲-۴۲)"[100] سلم کے بالمقابل لفظ کافر ہے یعنی اللہ کی نافرمانی کر کے دائرہ اسلام سے

خارج ہو جانے والا۔ اب قرآن پاک سے ایسے دلائل بیان کئے جاتے ہیں جس میں اللہ رب العزت نے اہل کتاب کو کافر قرار دیا۔ یا اهل الكتاب لم تكفرون بِآيَاتِ الله وانتم تشهدون [101] اہل کتاب کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں ہے يُرِيدُونَ أَن يُطْفِـُٔواْ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَيَأْبَى ٱللَّهُ إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُۥ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَـٰفِرُونَ ۝ هُوَ ٱلَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ [102] لَن تَرْضَىٰ عَنكَ ٱلْيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَـٰرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ ٱتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ ٱلَّذِى جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَـٰهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ يَتْلُونَهُۥ حَقَّ تِلَاوَتِهِۦٓ أُوْلَـٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِۦ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِهِۦ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَـٰسِرُونَ ۝ [103] لقد كفر الذين قالوا انّ الله هو المسيح ابن مريم [104] لقد كفر الذين قالو انّ الله ثالث ثلاثة --------وان لّم ينتهوا عمّا يقولون ليمسّنّ الذين كفروا منهم عذاب اليم۔ [105] يا اهل الكتٰب قد جاءكم رسولنا يبيّن لكم علٰى فترةٍ من الرسل ان تقولو منۢ بشيرٍ ولا نذير (ز) [106] اہل کتاب کے لیے ان آیات میں متعدد تصریحات استعمال ہو رہی ہیں کبھی انہیں مشرک، کبھی کافر، کبھی فاسق قرار دیا ہے اگر آج اہل کتاب کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن اپنے سے پہلی والی تمام کتابوں کو منسوخ قرار دیتا ہے۔ هو الذى ارسل - - - - - شهيدا " [107] وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔ کوئی مذہب یا شریعت کامل نہیں اتری جس میں زندگی کے تمام پہلو کا ادراک ہو، لیکن دین اسلام جامع اور کامل مذہب ہے۔ اليوم اكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام ديناً ط [108] اور قیامت تک کوئی نیا دین یا نبی نہیں آئے گا کیونکہ آپؐ ہی خاتم النبیینؐ ہیں۔ آج قرآن کے دلائل سے بھی ثابت ہے اور دنیاوی حقائق بھی یہی بتلاتے ہیں تورات اور انجیل اپنی اصل صورت میں نہیں رہے فرض کر لیا جائے اگر اصلی صورت میں مل جائیں اور کوئی اُس کا مکمل عمل کرے تب بھی وہ "مسلم" نہیں بن سکتا اس کے علاوہ اہل کتاب کی کتابوں میں واضح لکھا تھا کہ آنے والے نبی کی اتباع کریں گے۔ حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں کہ "خداوند تیرا خدا تیرے درمیان تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھرو" [109] یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مردِ خدا نے اپنے مرنے سے پہلے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا اور اُس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ہوگی [110] اگر انجیل کو دیکھو تو وہ بھی اعلان کرتی ہے "اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا فارقلیط بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا" [111]

“He also had to secure his position in Medina. He knew that, as far as most of the Medinese were concerned, he was still on trial. They had defied the might of the Quraysh by taking the migrants in because they expected some material advantage”[112]

مصنفہ تحریر کرتی ہے ہیں آپ ﷺ کو مدینے میں بھی اپنا مقام مضبوط بنانا تھا۔ آپ ﷺ کو معلوم تھا جہاں تک زیادہ تر مدینے والوں کا تعلق ہے تو وہ ابھی تک آپ ﷺ کو آزما رہے تھے۔ انہوں نے مہاجرین کو قبول کر کے قریش کی طاقت کو رد کیا

تھا۔ کیونکہ وہ کچھ مادی فائدہ چاہتے تھے۔ ایسے الفاظ ان انصار کے لیے بلکل موضوع نہیں کہ ان کی نیتوں پر شک کیا جائے۔ بیعت عقبیٰ ثانی میں جن خطرات میں انصار مدینہ نے حضور مکرم ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی اُس سے وہ لوگ اچھی طراح واقف تھے۔ حضرت عباسؓ نے بھی مکرر یاد دہانی کروائی، معاملے کی نزاکت کو سمجھو اور اپنے فیصلے پر نظر ثانی ابھی سے کرلو۔ اس پر سب نے یک زباں ہو کر کہا ہم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کا خطرہ مول لے کر انہیں قبول کرتے ہیں۔ ہاں انصار مدینہ کو ایک لالچ تھا اور وہ اُخری نجات کا لالچ تھا۔ انصار مدینہ نے کہا یا رسول اللہ ہم نے عہد وفا کیا تو اس کے عوض کیا ملے گا آپؐ نے فرمایا: جنت تو انصار مدینہ نے کہا ہاتھ بڑھایئے! آپؐ نے ہاتھ پھیلایا اور لوگوں نے بیعت کی۔

"Many Jews were friendly and Muhammad probably learned a great deal from them"[113]

مصنفہ تحریر کرتی ہے متعدد یہود دوستانہ تھے اور محمد عربی ﷺ نے ان سے کافی کچھ سیکھا۔ اگر ان کے ساتھ تعلقات دوستانہ ہوتے تو آپ ﷺ ان کو ملک بدر کیوں کرتے۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ مدینے میں پر امن رہنے کے لیے معاہدات ضرور کیے مگر یہ کہنا کہ آپؐ کے تعلقات یہودیوں سے دوستانہ تھے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے جب قرآن نے فیصلہ دیا" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلۡيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ "[114] یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت سمجھو، آپؐ نے اُن کے ساتھ مدینہ کی حفاظت کے لیے تو عہد کر لیا تھا مگر اسکا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ اُن سے قلبی میلان ہو اور اُن سے رہنمائی بھی حاصل کریں۔ آپؐ نے وہ تمام کام بھی چھوڑے جن میں مشابہت یہود سے ہوتی تھی جیسے عاشورہ کا روزہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں جب حضور اکرم ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس روزے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس دن کی تو یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا جب اگلا سال آئے گا تو ہم انشاءاللہ نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے راوی کہتے ہیں کہ ابھی سال نہ گزرا تھا آپؐ وفات پا گئے۔[115] مصنفہ سرائے اور غزوات کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتی ہے کہ ان تمام حملوں کے پیچھے مسلمانوں کا مقصد مال غضب کرنا تھا[116] یہ کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ اگر مال مسلمانوں کی پہلی توجہ ہوتی تو مکہ سے ہی نہ نکلتے اُن کے مال تجارت، گھر بار سب کو قربان کرنے کے بعد وہ مدینے آباد تھے لیکن مسلمانوں کا مطمع نظر سوائے اطاعت رسول ﷺ اور دین کی سربلندی تھی۔ یہ سب سیاسی حکمت عملی کے تحت اور خاتم النبیین ﷺ کے حکم کے موافق ہو رہا تھا کیونکہ آپؐ کو خبریں موصول ہو رہی تھیں کہ عبد اللہ بن ابی اور یہود کو مشرکین مکہ کی طرف سے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جن میں دھمکیاں تھیں کہ مسلمانوں کو باہر نکال دو ورنہ ہم سے جنگ کو تیار ہو جاؤ۔ لہٰذا جناب رسول مکرم ﷺ نے صرف مہاجرین کو مختلف سرائے پر روانہ کیا کیونکہ انصار مدینہ سے لڑائی کا معاہدہ صرف اسی صورت طے ہوتا اگر کوئی باہر سے حملہ آور ہو گا تو ہمارے ساتھ تمام لوگ (جن کے ساتھ میثاق مدینہ طے ہوا تھا) لڑیں گے۔ آپؐ نے مہاجرین کے دستے مدینے کے گرد و نوح میں روانہ فرمائے ایک مقصد مدینے کی جغفرائی اہمیت کو بھی سمجھنا تھا کہ کل کو اگر کوئی حملہ ہو جائے تو مدینہ کی کس طرح حفاظت کرنی ہو گی اور مشرکین کو یہ احساس دلوانا بھی مقصود تھا کہ جو انہوں نے مسلمانوں کی زمینیں اور کاروبار ہتھیا لیے تھے وہ اُس سے غافل نہیں۔ اگر مقصد صرف مال ہتھیانا مقصود ہوتا تو مدینے کے گرد و بیش کو جتنا انصار مدینہ جانتے تھے اُتنا کوئی اور نہیں وہ عرصہ دراز سے جنگوں کے تجربات سے اتنا کچھ سیکھ چکے تھے کہ ان کے لیے مختصر قافلے کو لوٹنا بہت آسان تھا۔ 2ھ میں عبد اللہ بن جحش کی سرمردگی میں سریہ کے بعد جنگ کی فرضیت کے بارے میں آیات نازل ہو چکی تھیں تو بدر کا

میدان سجا۔ "قاتلو فی سبیل اللہِ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا"[117] مولانا شبلی نعمانی نے توجنگ بدر کی طرف روانگی کا مقصد شام سے آنے والے تجارتی قافلے پر حملہ کرنا نہیں لکھا بلکہ گھروں سے مسلمان روانہ ہی ابو جہل اور عتبہ کے جریر لشکر کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کو نکلے تھے۔ جس کے پیش نظر کئی تاریخی حقائق اور قرآنی آیات کے دلائل پیش کرتے ہیں۔[118] مصنفہ سریہ عبداللہ بن جحش کے قیدیوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتی ہے

"He would trade the Meccan captives for two Muslims still living in Mecca who wanted to make the hijrah."[119]

آپ ﷺ نے ہر دو مسلمانوں کے بدلے میں ایک قیدی واپس کرنے کی شرط رکھی۔ اس غزوہ میں دو قیدی ہاتھ آئے تھے جس کے بدلے میں قریش نے جذیہ بھیجا مگر آپؐ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا فرمایا سعد ابی وقاصؓ اور عتبہ بن غزوانؓ کے متعلق ہمیں اندیشہ ہے (کیونکہ وہ مکہ تھے) تم اگر انہیں قتل کر دوگے تو ہم ان کو بھی قتل کر دیں گے۔ کچھ دنوں تک دونوں صحابی مدینہ لوٹ آئے تو آپؐ نے دونوں کو رہا کر دیا اُن دونوں میں سے الحکم بن کیسان نے اسلام قبول کر لیا۔ اس پورے واقع میں کہیں بھی ایک قیدی کے بدلے دو مسلمان قیدیوں کی شرط نہیں رکھی گئی۔[120]

"His wife Zaynab, who was still living in Mecca, sent the ransom money to Medina together with a silver bracelet that had belonged to Khadijah."[121]

مصنفہ آپ ﷺ کے داماد کے متعلق تحریر کرتی ہیں کہ ان کی زوجہ زینبؓ نے حضرت خدیجہؓ سے ملے ہوا ایک کنگن سمیت زر فدیہ مدینہ منورہ بھجوایا۔ سیرت کی تمام کتابوں میں کہیں بھی کنگن کا ذکر نہیں ہے بلکہ ایک مالا یعنی ہار کا ذکر ملتا ہے۔[122]

"Muhammad seems to have seen her with new eyes and to have fallen in love quite suddenly when he had called at her house one afternoon to speak to Zayd, who happened to be out. Not expecting any visitors, Zaynab had come to the door in dishabille, more revealingly dressed than usual, and Muhammad had averted his eyes hastily, muttering "Praise be to Allah, who changes men's hearts!" Shortly afterwards, Zaynab and Zayd were divorced."[123]

آپؐ ایک روز زیدؓ سے کوئی بات کرنے ان کے گھر تشریف لے گئے لیکن وہ موجود نہ تھے۔ حضرت زینبؓ بے خبری میں بے حجاب دروازے سے باہر آئیں تو آپؐ نے فوراً اپنی نگاہیں دوسری طرف پھیر لیں اور فرمایا "تعریف اس اللہ کی جو انسانوں کے دل موڑ دیتا ہے!" مصنفہ تحریر کرتی ہے کہ بعد میں حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دی یہ بات سب پر روز روشن کی مانند عیاں ہے کہ محمد ﷺ نے باذات خود نکاح کروایا اور خواہش تھی کہ یہ رشتہ بر قرار رہے مگر حضرت زیدؓ اور حضرت زینبؓ کی نہیں بن پائی۔ حضرت زیدؓ اگر طلاق کی بات بھی کرتے تو آپؐ ان کو ایسا کرنے سے منع فرماتے کیونکہ حضرت زینبؓ اور اُن کے بھائیوں کو اس رشتے کا مشورہ دیا تو پہلے پہل تو انہوں نے انکار کیا لیکن جب قرآن میں آیات نازل ہوئیں تو وہ دونوں اس رشتے پر رضامند ہو گئے۔

ابھی تک پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے حضرت زینبؓ بھو بن کر گھر تشریف لائیں تو آپؐ کا اُن سے کئی مرتبہ سامنا ہوا ہوگا اس کے علاوہ کئی مرتبہ آپؐ نے زیدؓ اور زینبؓ کے درمیان صلح کروانے کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس لیے مصنفہ کا کہنا کہ آپؐ نے اُسے دیکھا تو ارادہ فرمایا جو کہ قطعاً غلط ہے۔ جبکہ آپؐ نے دونوں کی طلاق ہو چکنے کے بعد حضرت زینبؓ کی دادرسی کے لیے نکاح کا پیغام حضرت زیدؓ کے ذریعے ہی پہنچایا تا کہ لوگوں کو کوئی شک باقی نہ رہے کہ حضرت زید اس سے بے خبر تھے۔ مصنفہ روایت منٹگری واٹ کی کتاب سے تحریر کرتی ہے جو متعصب انداز سے تحریر کی گئی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ دیکھا جائے تو یہ روایت طبری نے واقدی کے ذریعے نقل کی ہے۔ جو مشہور دروغ گو اور کذّاب ہے۔ جس کا مقصد عباسیوں کی عیش پستی کے لیے جو کچھ ہاتھ آئے کر گزرنا تھا۔ لیکن زیادہ تر محدثین نے اس سے تعرض کیا ہے۔ ابن کثیر نے بھی اس کی تردید کی ہے امام بخاری اور امام مسلم میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ منافقین کا اُن دنوں زور تھا رائی کا پہاڑ بنا لیتے تھے، یہی وجہ تھی حضرت عائشہؓ پر جب تہمت لگائی گئی تو یہ بات زبان زدِعام ہو گئی جس کے سبب چند مسلمان بھی ملوث ہو گئے تھے۔ وہ ایسی افواہوں (حضرت زینب رضی اللہ عنھا کے واقعے) کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتے۔ مصنفہ آیاتِ پردہ کو بیان کرتے ہوئے غلط تفسیر کرتی ہیں۔

"These directives did not apply to all Muslim women, but only to Muhammad's wives."[124]

وہ لکھتی ہیں پردے کے احکامات تمام عورتوں کے لیے نہیں تھے بلکہ صرف ازواج مطہرات کے لیے تھا۔ "یاایّھاالنبی قل لازواجك وبنٰتک ونساءِ المئومنین یدنین علیھنّ من جلابیبھنّ"[125] اللہ رب العزت نے تشریح کے ساتھ بیان کر دی کہ کن کن کو پردے کا حکم ہے۔ (آپکی ازواج مطہرات، آپکی بیٹیاں اور مومنوں کی عورتیں) اس میں تو کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ پردے کا حکم عام عورتوں کو ہے کہ نہیں۔ اس آیت میں اتنا واضح حکم ہے کہ کسی تاویل کی ضرورت ہی نہیں۔

"Many of the pilgrims— Helpers and Emigrants alike— continued to feel cheated and resentful. How, the Emigrants asked, were they supposed to earn a living if they could no longer attack the Meccan caravans? Muhammad knew that he could not allow this discontent to fester; somehow he had to find a way of compensating them without damaging the truce, so after Hudaybiyyah, he directed the Muslims' attention to the north, away from Mecca."[126]

مصنفہ غزوہ خیبر کو بیان کرتے ہوئے یہ باور کروانے کی کوشش کرتی ہے کہ خیبر پر حملہ لوٹ مار تھا۔ وہ لکھتی ہے کہ مہاجرین نے پودریافت کیا کہ اگر اب وہ مکے کے تجارتی قافلوں پر حملے نہ کر سکے تو اپنا پیٹ کس طرح پالیں گے؟-------- لہٰذا حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے مکہ سے پرے شمال کی جانب مسلمانوں کی توجہ مبذول کروائی۔ مصنفہ مارگولیوس کے نظریات کی عکاسی کرتی نظر آتی ہے مگر اس کے پیچھے اُن اہل سیر کی علمی غلطیاں ہیں جنہوں نے اپنی سیرت کی کتب میں لوٹ مار کے الفاظ استعمال

کیے اور بعد میں مستشرقین نے انہیں روایات کو اپنا ماخذ بنالیا اور ہرزہ سرائیاں کیں۔ سب سے پہلا سبب بنو نصیر کے جلاوطن ہو جانے کے بعد خیبر میں انہوں نے خیبر کے گرد و نواح اور مکہ کے لوگوں کو اسلام کی مخالفت پر برانگیختہ کیا جس کے نتیجے میں غزوہ احزاب ہوا۔ حیٔ بن اخطب مارا گیا جس کے بعد سلّام بن ابی الحُقیق جانشین ہوا۔ 6ھ میں اس نے قبلہ غطفان کو اپنے ساتھ حملے کی تیاری کے لیے امادہ کیا۔ اس کے قتل ہو جانے کے بعد اُسیر بن رزام نے مسند ریاست سنبھالی اور حملے کے لیے اُس نے ایک فوج تیار کرلی۔ ان خبروں کی تحقیق کے لیے آپؐ نے عبد اللہ بن رواحہؓ کو تصدیق کے لیے روانہ کیا۔ عبد اللہ بن رواحہؓ نے آپؐ کو تمام حالات سے آگاہ کیا تو آپؐ نے 30 آدمی دے کر بھیجا کہ اُسیر سے کہو اگر ہمارے پاس حاضر ہو جائے تو خیبر کی حکومت اس کو دے دی جائے گی۔ حضور مکرم ﷺ کو انکی تمام تر رعشہ دوانیوں کا علم تھا اسکے باوجود آپؐ نے ایسا کیا۔ اگر آپؐ کو خیبر کے مال و زر سے لگاؤ ہوتا تو اُسیر کو اتنی بڑی پیشکش ہرگز نہ کرتے۔ لیکن جب اُسیر بن رزام اُن کے ساتھ مدینے کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں اس کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی اور اس نے ایک صحابی کی تلوار چھیننی چاہی۔ اس طرح یہ جھپٹا جھپٹی جنگ کا باعث بنی سب یہودی مارے گئے سوائے ایک کے۔ دوسری طرف منافق عبد اللہ بن ابی بھی خیبر والوں کو جنگ کے لیے اُبھار رہا تھا۔ یہود نے غطفان کو نخلستان کی نصف پیداوار کے بدلے مل کر مدینے پر حملہ کرنے کی پیش کش کی۔ غطفان کی شرکتِ جنگ کا دیباچہ یہ تھا کہ ابوذرؓ کے بیٹے اونٹنیاں چرا رہے تھے کہ اتنے میں عینیہ بن حصن جو غطفان کا سپہ سالار تھا آدھمکا اور ابوذرؓ کے بیٹے کو شہید کر دیا اور اُسکی بیوی کو گرفتار کرلیا۔ سلمہ بن الاکوعؓ کو جب اس غارت گری کی خبر ہوئی تو اس قافلے کو جا پکڑا تیر برسائے اور دشمن نے فرار میں نجات بخشی اور اونٹنیاں چھڑا لائے اس واقعے کے تین دن بعد خیبر کی جنگ پیش آئی۔[127]

References

[1] Aazad Daira Ma'rif, Wikipedia

[2] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,) New York: Harper Collins, 2006), p 138

[3] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,) New York: Harper Collins, 2006), P8

[4] Ibn Hisham, Sirat al-Nabi Kamil, Translator: Maulana Abdul Jalil Siddiqui, (Lahore: Ghulam Ali Publishers No. 10 Hospital Road), 182

[5] Ibn Saad, Allama Muhammad, Tabaqat Ibn Saad, Translator: Late Allama Abdullah Al-Amadi, (Karachi: Nafis Academy Urdu Bazar, No. 1), 121.

[6] Ibn Ishaq, Muhammad bin Ishaq bin Yasar, Seerat Rasool, Translator: Rafiuddin Ishaq bin Muhammad Hamdani, Pirzada Allama Iqbal Ahmad Farooqi,(Lahore: Maktaba Nabwiyya, Ganj Bakhsh Road), 1:141.

[7] Allama Shibli Nomani, , Seerat al-Nabi ﷺ, (Lahore: Alamin Publications Press, 2000), Volume 1,5 : 163.

[8] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our time*, Pg 9-

[9] Al-Qur'an, Surah Al-Imran: 3, 81.

[10] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), P10-

[11] Maulana Mufti Muhammad Shafi Osmani, Maarif al-Qur'an, (Karachi: Idarat al-Maarif, 2018), 1: 37.

[12] Osmani, Maulana Mufti Muhammad Shafi, Maarif al-Qur'an, Idarat al-Maarif, Karachi, 2018, vol. 1, p. 37.

[13] Al-Qur'an, Surah Al-Nisa 4:65.
[14] Imaduddin Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir (Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari), Zia Al-Quran Publications, Lahore, vol. 1, p. 735.
[15] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006),p10-
[16] Qur'an, Surah Saba 34:28.
[17] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 10-
[18] Ibn Saad, Allama Muhammad, Tabaqat Ibn Saad (Translator: Late Allama Abdullah Al-Amadi), Nafis Academy Urdu Bazar, Karachi, No. 1, p. 245.
[19] Ibn Hisham, Sirat al-Nabi ﷺ (Translator: Maulana Abdul Jalil Siddiqui), Sheikh Ghulam Ali and Sanzalmted Publishers, Lahore, Vol. I, p. 65.
[20] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 11
[21] Karen Armstrong, Biography of Prophet Muhammad ﷺTranslator: Naeemullah Malik,(Lahore: Shafiq Press, , Year 9), 15.
[22] Al-Qur'an, Surah Towbah (5:12, 13, 14).
[23] Qazi Abul Fazl ﷺ Ayaz Maliki, Al-Shifa Batarief Huqq Mustafa, Translated by Mufti Syed Ghulam Moinuddin Naimi, (Lahore: Maktaba Ala Hazrat Darbar Market, 2004), 628.
[24] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 12.
[25] Al-Qur'an, Surah Al-Nisa 4:136.
[26] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 13
[27] Imaduddin Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir (Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari), Zia Qur'an Publications, Lahore, vol. 3, p. 126.
[28] Imaduddin Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir (Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari), (Lahore: Zia Qur'an Publications), 2:794.
[29] Al-Qur'an, Surah al-Nisa 4:164.
[30] Al-Qur'an, Surah Al-Imran 3:44.
[31] Quran, Surah Yusuf 12:102.
[32] Allama Shibli Nomani, Seerah un Nabi ﷺ, (Lahore: Alamin Publications Press, 2000), 1:170.
[33] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), Pg 22.
[34] Ali Ibn Burhanuddin Halabi, Seerah Halabiyyah, Translator: Maulana Muhammad Aslam Qasmi,(MA Jinnah Road), I:295.
[35] Ibn Hisham, Sirat al-Nabi ﷺ, Translator: Maulana Abdul Jalil Siddiqui, (Lahore Sheikh Ghulam Ali and Sons limited)
[36] Ibn Saad, Allama Muhammad, Tabaqat Ibn Saad, Translator: Late Allama Abdullah Al-Amadi, (Karachi Nafis Academy Urdu Bazar), I:130.
[37] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 23.
[38] Allama Muhammad Ibn Saad, , Tabaqat Ibn Saad, Translator: Late Allama Abdullah Al-Amadi, (Karachi: Nafis Academy Urdu Bazar), I:116.

[39] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), pg 30.
[40] Al-Qur'an, Surah Al-Najm 62:5-9.
[41] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 30.
[42] Sahih al-Bukhari, Kitab al-Wahi, Hadith 3, p. 156.
[43] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 37.
[44] Maulana Mufti Muhammad Shafi, Maarif al-Qur'an, (Karachi: Edarat al-Maarif, 2018), 1: 76.
[45] Sunan Al-Tirmidhi: Chapter Al-Bir, 9.
[46] Al-Qur'an, Surah al-Takwir 108:4.
[47]Al-Qur'an, 6:8
[48] Al-Qur'an, Surah Al-Baqarah 2:163.
[49] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time,(New York: Harper Collins, 2006), 43.
[50] Al-Qur'an, Surah Al-Najm 53:20-19.
[51] Imaduddin Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir (Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari), Zia Qur'an Publications, Lahore, Volume 3, p. 388.
[52] Maulana Mufti Muhammad Shafi, Maarif al-Qur'an, (Karachi: Edarat al-Maarif, 2018), 2:135.
[53] Tabari, Muhammad bin Harir, Tarikh Tabari, Nafees Academy, Urdu Bazaar Karachi, 2004, Vol. II, p. 83, Sirat Halabiyyah, Vol. II, p. 364
[54] Imad al-Din Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir, vol. 3, p. 388.
[55] Al-Qur'an, Surah Al-Najm 53: (4-1).
[56] Al-Qur'an, Surah al-Waqi'ah 75:56-80.
[57] Al-Qur'an, Surah Shaira: 192-195.
[58] Al-Qur'an, Surah al-Hijr 9:15.
[59] Al-Qur'an, Surah al-Fussilat 41:42.
[60] Al-Qur'an, Surah Al-Nisa 166:4.
[61] Al-Qur'an, Surah Al-Baqarah 1, 2: 2.
[62] Al-Qur'an, Surah Al-Ala 87:6.
[63] Al-Qur'an, Surah Al-Qiyamah 75:16-19.
[64] Al-Qur'an, Surah Al-Hajj 22:52-54.
[65] Imaduddin Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir (Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari), Zia Al-Quran Publications, Lahore, Volume III, p. 390.
[66] Maulana Mufti Muhammad Shafi, Maarif al-Qur'an, (Karachi: Edarat al-Maarif, 2001), 277.
[67] Qazi Abul Fazl ﷺ Ayaz Maliki, Al-Shifa Batarief Huqq Mustafa, Translated by Mufti Syed Ghulam Moinuddin Naimi, (Lahore: Maktaba Ala Hazrat Darbar Market, 2004), 141.
[68] Shabbir Ahmad Usmani, Tafsir Usmani, Dar-ul-Isha'at Karachi, 2007, p. 615.
[69] Al-Azhari, Pir Karam Shah, Zia-ul-Quran.
[70] Al-Qur'an, Surah Inam 6:112.
[71] Al-Qur'an, Surah Surah Al-Haqqa, 69: 44-46.
[72] Shabbir Ahmad Usmani, Tafsir Usmani, (Karachi: Darul Sha'at, 2007), 615.

[73] Musnad Ahmad, Volume II, p. 162.
[74] Imad al-Din Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir (Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari), Zia Al-Qur'an Publications, Volume 4, p. 421.
[75] Imad al-Din Ibn Kathir, Tafsir Ibn Kathir (Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari), Zia Al-Qur'an Publications, Volume 4, p. 421.
[76] Qazi Abul Fazl ﷺ Ayaz Maliki, Al-Shifa Batarief Huqq Mustafa, Translated by Mufti Syed Ghulam Moinuddin Naimi, (Lahore: Maktaba Ala Hazrat Darbar Market, 2001), II:127.
[77] Pir Karam Shah Al-Azhari, Zia-ul-Nabiﷺ, (Lahore : Zia-ul-Quran Publications, Ganj Bakhsh Road,1420 AH), 2:350-355.
[78] Qazi Abul Fazl ﷺ Ayaz Maliki, Al-Shifa Batarief Huqq Mustafa, Translated by Mufti Syed Ghulam Moinuddin Naimi, (Lahore: Maktaba Ala Hazrat Darbar Market, 2004), 130.
[79] Sahih Bukhari, Kitab al-Tafseer Volume II, p. 721.
[80] Maulana Mufti Muhammad Shafi, Maarif al-Qur'an, (Karachi: Edarat al-Maarif, 2018), 6: 277.
[81] Al-Qur'an, Surah Ham Al-Sajda: 26.
[82] Shibli Nomani, Seerat-ul-Nabi ﷺ, (Lahore: Alamin Publications Press, 2000), 1: 229.
[83] Abul Fazl Qazi Ayaz Maliki, Al-Shifa Battarief Huqaq Mustafa, Translated by: Mufti Syed Ghulam Moinuddin Naimi, (Lahore: Maktaba Ala Hazrat Darbar Market, 2004), 138.
[84] Al-Qur'an, Surah Al-Najm 53:26.
[85] Safi-ur-Rahman Mubarakpuri, Al-Rahiq Al-Makhtoum,(Lahore: Al-Maktaba al-Salafiya),134.
[86] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time, 60.
[87] Ibn Kathir, Imad al-Din, Tafsir Ibn Kathir, Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari,(Zia Al-Qur'an Publications), 1: 441.
[88] Maulana Mufti Muhammad Shafi, Maarif al-Qur'an, (Karachi: Edarat al-Maarif, 2018), 8: 203.
[89] Ibn Ishaq, Muhammad bin Ishaq bin Yasar, Seerat Rasool, Translator: Rafiuddin Ishaq bin Muhammad Hamdani, Pirzada Allama Iqbal Ahmad Farooqi,(Lahore: Maktaba Nabwiyya, Ganj Bakhsh Road), 1: 296.
[90] Al-Qur'an, Surah Al-Najm 53:11.
[91] Qur'an, Surah A'raf 17:179.
[92] Maulana Mufti Muhammad Shafi, Maarif al-Qur'an, (Karachi: Idarat al-Maarif, 2018), 8:199.
[93] Ibn Kathir, Imad al-Din, Tafsir Ibn Kathir, Translator: Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari, (Zia Al-Qur'an Publications), 4:424.
[94] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time, 61.
[95] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time ،58.
[96] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time ،62.
[97] Al-Qur'an, Surah Al-Imran 3:52.
[98] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time, 50.
[99] Al-Qur'an, Surah al-Rum, 3:44.

[100] Allama Raghib Isfahani, Fardat al-Qur'an، Translator: Muhammad Abdah Firoz Puri, (Lahore: Shaikh Shamsul Haq Publishers, S.N.) 917, 918.
[101] Al-Qur'an, Surah Al-Imran 3:70.
[102] Al-Qur'an, Surah al-Tawbah 9:32,33.
[103] Al-Qur'an, Surah Al-Baqarah 2:120.
[104] Al-Qur'an, Surah al-Ma'idah 72:5
[105] Al-Quran Surah Al-Maida 5:73
[106] Al-Quran Surah Al-Maida 5:19
[107] Al-Qur'an, Surah al-Fath 48:28.
[108] Al-Qur'an, Surah Al-Maidah 5:3.
[109] Old Testament Asfar-e-Khamsa, Ex. 18, 15.
[110] Old Testament John 14-16.
[111] Syed Salman Nadvi, Khutbat Madrasas, (Lahore: Islamiat Institute, 1938), 129-130.
[112] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Ouran time*, pg 79.
[113] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time, 76.
[114] Al-Qur'an, Surah Al-Ma'idah 5:51.
[115] Sahih Muslim, 2 : 797, Amount : 1134.
[116] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our time*, 93.
[117] Al-Qur'an, Surah Al-Baqar 190:2.
[118] Allama Shibli Nomani, Seerat-ul-Nabiﷺ, (Lahore Alamin Publications Press), I: 321.
[119] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our time,* 83.
[120] Ibn Hisham, Sirat al-Nabi ﷺ Kamil (Translator: Maulana Abdul Jalil Siddiqui) Volume I, p. 697.
[121] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time, 88.
[122] Ibn Hisham, Sirat al-Nabi (peace be upon him) Kamil (Translator: Maulana Abdul Jalil Siddiqui)I:75.
[123] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our time*, 107.
[124] Karen Armstrong, Muhammad: A Prophet for Our time, 109.
[125] Al-Quran, Surah Ahzab 59:33
[126] Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our time*), 123.
[127] Allama Shibli Nomani, Sirat al-Nabi, I:. 451.